

تقدیر پر ایمان

تقدیر پر ایمان ان چھ ارکان میں سے ہے، جن کے بغیر آدمی مومن نہیں ہو سکتا، جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے ایمان کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،
وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ.

”اللہ، فرشتوں، کتب سماوی، رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لائیں اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائیں۔“

(صحیح مسلم: ۱)

تقدیر پر ایمان واجب ہے، اس پر دلائل ملاحظہ ہوں:
فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر: ۴۹)

”ہم نے ہر چیز تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کے پاس تقدیر کے بارے بحث کرنے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ.

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٨﴾ (القمر ٤٩)

”اس روزیہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ گھسیٹے جائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا کہ) جہنم کا مزہ چکھو! ہم نے ہر چیز تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔“

(صحیح مسلم: ۲۶۵۶)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَلِهَذَا يَسْتَدِلُّ بِهَذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ عَلَى إِثْبَاتِ قَدْرِ اللَّهِ السَّابِقِ لِخَلْقِهِ، وَهُوَ عِلْمُهُ الْأَشْيَاءَ قَبْلَ كَوْنِهَا وَكَتَابَتُهُ لَهَا قَبْلَ بُرْئِهَا، وَرَدُّوا بِهَذِهِ الْآيَةِ وَبِمَا شَاكَلَهَا مِنَ الْآيَاتِ وَمَا وَرَدَ فِي مَعْنَاهَا مِنَ الْأَحَادِيثِ الثَّابِتَاتِ عَلَى الْفُرْقَةِ الْقَدَرِيَّةِ الَّذِينَ نَبَغُوا فِي أَوَاخِرِ عَصْرِ الصَّحَابَةِ.

”اسی لئے ائمہ سنت اس آیت سے اللہ کی تقدیر ثابت کرتے ہیں، جو کہ مخلوق کی تخلیق سے پہلے (ہی لکھی جا چکی) ہے۔ تقدیر نام ہے، تخلیق اور وجودِ اشیاء سے قبل ان کے بارے اللہ کے علم اور اسے لکھنے کا۔ ائمہ سنت اس آیت اور اس جیسی دوسری آیات و احادیث کو فرقہ قدریہ کے خلاف دلیل بناتے ہیں، یہ فرقہ عہد صحابہ کے آخر میں معرض وجود میں آیا تھا۔“

(تفسیر ابن کثیر: ۷/ ۴۵۷، ۴۵۸)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

’زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھ دی تھی، نیز فرمایا: اللہ کا عرش (ابھی) پانی پر تھا۔‘

(صحیح مسلم: ۲۶۵۳)

ابورجاء خراسانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَدِيَّ بْنَ أَرْطَاةَ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: إِنَّ قَبْلَنَا قَوْمًا يَقُولُونَ: لَا قَدَرَ، فَكُتِبَ إِلَيَّ بِرَأْيِكَ، وَكُتِبَ إِلَيَّ بِالْحُكْمِ فِيهِمْ فَكُتِبَ إِلَيْهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَدِيَّ بْنِ أَرْطَاةَ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالْإِقْتِصَادِ فِي أَمْرِهِ، وَاتَّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَرْكِ مَا أَحَدَثَ الْمُحَدِّثُونَ مِمَّا قَدْ جَرَتْ سُنَّتُهُ، وَكُفُّوا مُؤَنَّتَهُ، فَعَلَيْكُمْ بِزُيُومِ السُّنَّةِ، فَإِنَّ السُّنَّةَ إِنَّمَا سَنَّهَا مَنْ قَدْ عَرَفَ مَا فِي خِلَافِهَا مِنَ الْخَطَا وَالزَّلَلِ، وَالْحُمُقِ وَالتَّعَمُّقِ، فَارْضَ لِنَفْسِكَ مَا رَضِيَ بِهِ الْقَوْمُ لَأَنْفُسِهِمْ، فَإِنَّهُمْ عَنْ عِلْمٍ وَقَفُوا، وَبِصَرٍّ نَافِذٍ قَدْ كَفُّوا، وَلَهُمْ كَانُوا عَلَى كَشْفِ الْأُمُورِ أَقْوَى وَبِفَضْلِ لَوْ كَانَ فِيهِ أُخْرَى فَلَنْ قُلْتُمْ: أَمْرٌ حَدَثَ بَعْدَهُمْ، مَا أَحَدَثَهُ بَعْدَهُمْ إِلَّا

مَنْ اتَّبَعَ غَيْرَ سُنَّتِهِمْ، وَرَغِبَ بِنَفْسِهِ عَنْهُمْ، إِنَّهُمْ لَهُمُ
السَّابِقُونَ، فَقَدْ تَكَلَّمُوا مِنْهُ بِمَا يَكْفِي، وَوَصَفُوا مِنْهُ مَا
يَشْفِي، فَمَا دُونَهُمْ مُقَصِّرٌ، وَمَا فَوْقَهُمْ مُخْسِرٌ، لَقَدْ قَصَرَ
عَنْهُمْ آخَرُونَ فَضَلُّوا وَإِنَّهُمْ بَيْنَ ذَلِكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ
كَتَبْتُ تَسْأَلُنِي عَنِ الْقَدْرِ؟ عَلَى الْخَيْرِ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى
سَقَطَتْ، مَا أَحْدَثَ الْمُسْلِمُونَ مُحَدَّثَةً، وَلَا ابْتَدَعُوا بِدْعَةً
هِيَ أَبْنَى أَمْرًا، وَلَا أَثْبَتُ مِنْ أَمْرِ الْقَدْرِ، وَلَقَدْ كَانَ ذِكْرُهُ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ الْجُهَلَاءُ يَتَكَلَّمُونَ بِهِ فِي كَلَامِهِمْ، وَيَقُولُونَ بِهِ فِي
أَشْعَارِهِمْ، يُعْزُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ عَنْ مَصَائِبِهِمْ، ثُمَّ جَاءَ الْإِسْلَامُ
فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةَ وَقُوعٍ، ثُمَّ ذَكَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي غَيْرِ حَدِيثٍ وَلَا حَدِيثَيْنِ وَلَا ثَلَاثَةٍ، فَسَمِعَهُ الْمُسْلِمُونَ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَكَلَّمُوا فِي حَيَاةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعْدَ وَفَاتِهِ، يَقِينًا
وَتَصَدِيقًا وَتَسْلِيمًا لِرَبِّهِمْ وَتَضَعِيفًا لَأَنْفُسِهِمْ : أَنْ يَكُونَ
شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ لَمْ يُحِطْ بِهِ عِلْمُهُ، وَلَمْ يُحْصَ كِتَابُهُ وَلَمْ
يَنْفُذْ فِيهِ قَدْرُهُ، فَلَيْتَ قُلْتُمْ : قَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ كَذَا
وَكَذَا، وَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ كَذَا وَكَذَا؟ لَقَدْ قرأَ مِنْهُ مَا

قَدْ قَرَأْتُمْ، وَعَلِمُوا مِنْ تَأْوِيلِهِ مَا جَهِلْتُمْ، ثُمَّ قَالُوا بَعْدَ ذَلِكَ :
كُلُّهُ كِتَابٌ وَقَدَّرٌ، وَكَتَبَ الشُّفُوعَ، وَمَا يُقَدَّرُ يَكُنْ، وَمَا شَاءَ
كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا نَمْلِكُ لِأَنْفُسِنَا ضَرًّا وَلَا نَفْعًا،
ثُمَّ رَغِبُوا بَعْدَ ذَلِكَ وَرَهَبُوا، كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي الْحُكْمَ
فِيهِمْ، فَمَنْ أُوتِيتَ بِهِ مِنْهُمْ فَأَوْجِعْهُ ضَرْبًا، وَاسْتَوِدِعْهُ
الْحَبْسَ، فَإِنْ تَابَ مِنْ رَأْيِهِ السُّوءِ، وَإِلَّا فَاضْرِبْ عُنُقَهُ،
وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ .

”عدی بن ارطاة نے امام عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہمارے ہاں
ایک گروہ تقدیر کا انکار کرتا ہے، آپ اپنی رائے اور ان کے متعلق حکم لکھ بھیجیں۔
امام عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے جواباً خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر المؤمنین
بندہ غریب، عمر کی طرف سے عدی بن ارطاة کی خدمت میں۔ اما بعد: جملہ قسم
کی تعریفات اللہ ہی کا خاصہ ہے، جس کے سوا کوئی الہ نہیں۔ اما بعد! میں آپ کو
نصیحت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کیجئے، میانہ روی اختیار کیجئے، سنت نبوی کا
اتباع کیجئے، لوگوں نے بدعات گھڑ رکھی ہیں، حالاں کہ سنت کے ہوتے انہیں
بدعات کا بوجھ اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں تھی، آپ ان بدعات کو چھوڑ دیجیے۔
سنت کو سینے سے لگائیے، کیوں کہ انہیں اس ہستی (اللہ تعالیٰ یا محمد ﷺ) نے
جاری کیا ہے، جو جانتی تھی کہ اس کے علاوہ دوسرے راستے میں غلطی و خطا اور
حماقت اور تکلف ہی ہے۔ اپنے لیے وہی پسند کر لیں، جو سلف نے پسند کیا ہے،

کیوں کہ وہ علم پر مطلع ہوئے ہیں اور بصیرت کے ساتھ ہی کسی کام سے رکے ہیں۔ دینی امور کی حقیقت شناسی میں وہ زیادہ قوی تھے اور ہر فضیلت والے کام کے زیادہ لائق وہی تھے۔ اگر آپ کہیں کہ ان کے بعد کوئی نیا کام جاری ہو گیا ہے، تو ایسی حرکت وہی کر سکتا ہے، جو ان کے طریقے سے منحرف ہو جائے اور خود کو ان سے بے نیاز کر لے، جب کہ وہ سبقت والے ہیں، انہوں نے وہی بات کی ہے، جو کافی تھی اور اتنا ہی بیان کیا ہے، جتنا شافی تھا، لہذا جو عمل ان سے کم ہے، وہ تقصیر ہے اور جو بڑھا ہوا ہے، وہ گھاٹا اور خسارہ ہے۔ بعد والوں نے ان کے عمل سے بے رخی بھرتی، تو گم راہی ان کا مقدر بن گئی، جب کہ صحابہ کرام جادہ مستقیم پر گامزن تھے۔ آپ نے تقدیر کی بابت سوال لکھا ہے، اللہ کے حکم سے آپ نے کسی باخبر آدمی سے پوچھا ہے۔ تقدیر کے مسئلے میں مسلمانوں نے کوئی نئی بات نہیں کی، نہ ہی یہ کوئی بدعت ہے، یہ تو واضح سی بات ہے اور تقدیر سے بڑھ واضح مسئلہ ہے ہی نہیں، اس کا ذکر تو جاہلیت کے لوگ بھی کیا کرتے تھے، وہ اپنی عام کلام اور شعری کلام میں اس کا ذکر کرتے رہے، نیز مصائب کے خلاف خود کو تسلی دیتے رہے۔ اسلام نے آکر مسئلہ تقدیر کو مزید مستحکم کر دیا، نبی کریم ﷺ نے صرف ایک دو یا تین نہیں، بل کہ بے شمار احادیث میں اس کا ذکر کیا۔ مسلمانوں (صحابہ کرام) نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنا اور خود بھی اس کا ذکر حیات نبوی اور بعد میں تصدیق کرتے ہوئے، رب تعالیٰ کی فرماں برداری میں اور خود کو کمزوری سمجھتے ہوئے کرتے رہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں، جن کا احاطہ ہمارا علم اور کتابت نہیں

کر سکتی اور نہ ہی وہ بساط میں ہے۔ اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں (نفی تقدیر پر) یہ یہ فرمایا ہے، تو (میں کہوں گا کہ) یہی آیات تم سے پہلے لوگوں (صحابہ) نے بھی پڑھی تھی، وہ ان کا درست مفہوم جان گئے، لیکن تم جاہل کے جاہل رہ گئے، ان سب آیات کے بعد وہ اسی کے قائل رہے کہ سب کچھ لوح محفوظ اور تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شقاوت لکھ دی ہے، جو تقدیر میں لکھا، وہ ہو کر رہے گا۔ جو اللہ چاہے، ہو جاتا ہے، جو نہ چاہے، نہیں ہوتا۔ ہم اپنے لیے نفع نقصان کے مالک نہیں۔ ان سب کے باوجود صحابہ کرام اعمال میں رغبت رکھتے تھے اور عذابات سے بچتے تھے۔ آپ نے پوچھا ہے کہ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ ان منکرین تقدیر میں سے آپ کو جو بھی ملے، اس کی کوڑھوں سے سیوہ کریں، پابند سلاسل کر دیں، اپنی بری رائے سے تائب ہو جائے، تو ٹھیک ہے، ورنہ سر قلم کر دیں۔ والسلام علیکم!“ چیک ترجمہ

(سنن أبي داود: ٤٦١٢، الشريعة للأجري: ٥٢٩، وسنده صحيح)

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الدَّلِيلَةُ الْقَطْعِيَّاتُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَأَهْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ عَلَى إِبْطَالِ قَدَرِ اللَّهِ.

”کتاب وسنت اور صحابہ و فقہائے سلف و خلف کا اجماع تقدیر کے اثبات پر واضح دلالت کرتے ہیں۔“

(شرح صحيح مسلم: ١٥٥/٢)

حافظ ابن القيم رحمہ اللہ صحابہ و تابعین کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَإِنَّهُمْ يُشْتَبُونَ قُدْرَةَ اللَّهِ عَلَى جَمِيعِ الْمَوْجُودَاتِ مِنَ الْأَعْيَانِ
وَالْأَفْعَالِ وَمَشِيئَتِهِ الْعَامَّةِ وَيَنْزَهُونَهُ أَنْ يَكُونَ فِي مُلْكِهِ مَا لَا
يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَلَا هُوَ وَاقِعٌ تَحْتَ مَشِيئَتِهِ وَيُشْتَبُونَ الْقَدَرَ السَّابِقَ
وَأَنَّ الْعِبَادَ يَعْمَلُونَ عَلَى مَا قَدَرَهُ اللَّهُ وَقَضَاهُ وَفَرَغَ مِنْهُ وَأَنَّهُ
لَا يَشَاوُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَا يَفْعَلُونَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَشِيئَتِهِ
وَأَنَّهُ مَا شَاءَ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا تَخْصِيصَ عِنْدَهُمْ
فِي هَاتَيْنِ الْقَضِيَّتَيْنِ بَوَاجِهُ مِنَ الْوُجُوهِ، وَالْقَدَرُ عِنْدَهُمْ قُدْرَةُ
اللَّهِ تَعَالَى وَعِلْمُهُ وَمَشِيئَتُهُ وَخَلْقُهُ، فَلَا يَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ فَمَا
فَوْقَهَا إِلَّا بِمَشِيئَتِهِ وَعِلْمِهِ وَقُدْرَتِهِ .

”اہل سنت کے نزدیک تمام موجودات، اعیان یا افعال، سب پر اللہ کی
تقدیر کا اثبات کرتے ہیں، نیز اللہ کی مشیت عامہ بھی ثابت مانتے ہیں۔ اس
سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرتے ہیں کہ اس کی بادشاہت میں کوئی ایسی چیز ہو، جس
پر اس کی مکمل قدرت نہ ہو اور اس کی مشیت کے تحت نہ ہو۔ اہل سنت سابقہ
تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں، یہ بھی مانتے ہیں کہ بندے اللہ کی تقدیر کے موافق
عمل کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں، جو اللہ کی مشیت میں ہو، وہی کرتے ہیں، جو
اس کی مشیت میں ہو۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے، جسے وہ نہ چاہے، وہ
نہیں ہو سکتا۔ یہ دو باتیں ایسی ہیں کہ اہل سنت کے ہاں ان میں کوئی اختلاف

نہیں ہو سکتا۔ اہل سنت کے ہاں تقدیر اللہ کی قدرت، مشیت اور اس کی تخلیق کا نام ہے۔ کوئی ذرہ یا اس سے بھی چھوٹی چیز اس کی مشیت، علم اور قدرت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی ہے۔“

(شفاء العلیل: ۱/۱۵۰، ۱۵۱)

تقدیر پر ایمان کا اثبات:

① شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي أَوَاخِرِ عَصْرِ الصَّحَابَةِ حَدَّثَتْ بِدْعَةُ الْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِئَةِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَوَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ .

”عہد صحابہ کے آخر میں قدریہ اور مرجیہ کی بدعت ظہور پذیر ہوئی۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا وائل بن اسقع رضی اللہ عنہم سمیت بہت سے کبار صحابہ کرام اور تابعین عظام نے ان کا رد کیا۔“

(منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: ۱/۳۰۹)

② امام مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ الْخَيْرُ فِي كَفِّ أَحَدِنَا مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يُفْرِغَهُ فِي قَلْبِهِ حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يُفْرِغُهُ فِي قَلْبِهِ .

”اگر ہم میں سے کسی کی مٹھی میں خیر ہو، تب بھی وہ اس وقت تک اپنے دل میں نہ ڈال پاتا، جب تک اللہ اس کے دل میں بھلائی نہ ڈال دیتا۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: ۱۳/۴۸۰، وسنده صحيح)

نیز فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ فِي بَدْءِ هَذَا الْأَمْرِ مِمَّنْ كَانَ فَإِذَا هُوَ مِنَ اللَّهِ وَنَظَرْتُ عَلَى مَنْ تَمَامُهُ فَإِذَا تَمَامُهُ عَلَى اللَّهِ وَنَظَرْتُ مَا مَلَكَهُ فَإِذَا مَلَكَهُ الدُّعَاءُ .

”میں نے تدبر کیا کہ اس کائنات کی ابتدا کس سے ہے؟ تو جان گیا کہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی تکمیل بھی اللہ کی جانب سے ہوئی اور اس کا سہارا دعا تھی۔“

ترجمہ چیک (مصنف ابن أبي شيبة: ٤٨٠/١٣، وسنده صحيح)

حماد بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِدَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ: مَا قُلْتَ فِي الْقَدَرِ؟ قَالَ: أَقُولُ مَا قَالَ مُطَرِّفٌ: لَمْ نُكَلِّ إِلَى الْقَدَرِ وَإِلَيْهِ نَصِيرٌ .

”میں نے داود بن ابی ہند سے کہا آپ کا تقدیر کے بارے میں کیا موقف ہے، فرمایا وہی جو مطرف رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ہمیں تقدیر پر نہیں چھوڑا گیا لیکن ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہو۔“ ترجمہ چیک

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء لأبی نعیم الأصبہانی: ٩٢/٣، وسنده صحيح)

③ عامر بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائیوں سے فرمایا:

فَوْضَا أَمْرُكُمْ إِلَى اللَّهِ تَسْتَرِيحَا .

”اپنے معاملات اللہ کے سپرد کر دیجئے، راحت پاو گے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: ٤٨٣/١٣، الطبقات لابن سعد: ١٠٦/٧، وسنده صحيح)

④ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ ﴿مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ . إِلَّا مَنْ هُوَ صَالٍ﴾

الْجَحِيمِ ﴿الْصَّافَّاتِ: ۱۶۲-۱۶۳﴾ ”تم صرف اسے گم راہ کر سکو گے جس کا مقدور جہنم ہو۔“
کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ .

”صرف اسے گم راہ کر سکو گے، جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم واجب کر دی ہے۔“

(سنن أبي داود: ۴۶۱۵، المعرفة والتاريخ للفسوي: ۳۹/۲، وسنده صحيح)

نیز خالد حذاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں نے امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آدم علیہ السلام آسمانوں کے لئے پیدا کئے گئے تھے یا زمین کیلئے؟ فرمایا: زمین کے لئے، میں نے کہا اگر وہ ثابت قدم رہتے اور درخت کا پھل نہ کھاتے؟ فرمایا: اس کے بغیر چارہ ہی نہ تھا؟ عرض کیا: مجھے اس آیت کے بارے میں بتائیں؟ فرمایا: شیاطین اسے ہی گم راہی میں لے جاسکتے ہیں جس پر جہنم واجب ہو چکی ہو۔“

(سنن أبي داود: ۴۶۱۴، المعرفة والتاريخ للفسوي: ۴۱/۲، وسنده حسن)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ كَفَرَ بِالْقَدَرِ، فَقَدْ كَفَرَ بِالْإِسْلَامِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ خَلْقًا فَخَلَقَهُمْ بِقَدَرٍ، وَقَسَمَ الْآجَالَ بِقَدَرٍ، وَقَسَمَ أَرْزَاقَهُمْ بِقَدَرٍ، وَالْبَلَاءُ بِقَدَرٍ، وَالْعَافِيَةُ بِقَدَرٍ .

”تقدیر کا منکر اسلام کا منکر ہے۔ اللہ نے مخلوق پیدا کی، تو انہیں تقدیر کے ساتھ پیدا کیا، انہیں زندگیاں تقسیم کیں، ان کے رزق تقسیم کئے اور ان کی تقدیر میں آزمائش و عافیت لکھی۔“

(القدر للفريابي: ٢٩٠، الشريعة للأجري: ٤٦٢، وسنده صحيح)

ایک شخص نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے؟
فرمایا:

نَعَمْ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، إِنَّهَا لَفِي كُلِّ رَمَضَانَ، وَإِنَّهَا
الَلَّيْلَةُ الَّتِي يُفَرَّقُ فِيهَا كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ، يَقْضِي اللَّهُ كُلَّ أَجَلٍ
وَوَخَّلَتْ وَرَزَقَ إِلَى مِثْلِهَا.

”جی ہاں! اس اللہ کی قسم، جس کے سوا کوئی الہ نہیں! یہ ہر رمضان میں ہوتی
ہے۔ اس رات ہر حکمت کا کام تقسیم کیا جاتا ہے، ہر ایک کے لیے موت، تخلیق
اور رزق کے فیصلے ہوتے ہیں۔“

(تفسیر الطبري: ٣١٠، ٣٠، وسنده حسن)

نیز فرماتے ہیں:

”فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ (سَبَأ: ٥٤) ’ان کی
خواہشوں میں رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔‘ سے مراد ہے:
حِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْإِيمَانِ.

’ان کے اور ایمان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٥٢٧/١٣، المعرفة والتاريخ للفسوي : ٤٠/٢، وسنده

صحيح)

قَرَأْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ عَلَى الْحَسَنِ فِي بَيْتِ أَبِي خَلِيفَةَ، فَفَسَّرَهُ
لِي أَجْمَعَ عَلَى الْإِثْبَاتِ . فَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ ﴿كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱﴾ قَالَ: الشِّرْكُ سَلَكَهُ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ. وَسَأَلَتْهُ عَنْ قَوْلِهِ ﴿وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ﴾ قَالَ: أَعْمَالٌ سَيَعْمَلُونَهَا لَمْ يَعْمَلُوهَا.

چیک ”میں نے حسن بصری کو ابوخلیفہ کے گھر پورا قرآن سنایا، میں نے انہیں مکمل قرآن کی تفسیر سنائی، انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ میں نے قرآن مجید کی آیت: ﴿كَذَلِكَ سَلَكَهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ﴾ (اسی طرح ہم نے اسے مجرمین کے دلوں میں داخل کر دیا۔) کی تفسیر پوچھی، فرمایا: ان کے دلوں میں شرک داخل کر دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ﴾ (اس کے علاوہ بھی ان کے کھاتے میں کچھ ایسے اعمال ہیں، جنہیں وہ سرانجام دیں گے۔) کی تفسیر چاہی، فرمایا: ایسے اعمال، جو انہوں نے ابھی تک نہیں کیے، عن قریب کر لیں گے۔“

(المعرفة والتاريخ للفسوي: ۴۰/۲، وسنده صحيح)

امام قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ﴾ (طہ: ۵۰) قَالَ: أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ مَا يُصْلِحُهُ. ثُمَّ هَدَاهُ لَهُ.

”آیت ﴿أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ﴾ کی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو ایسی چیز عطا کی، جو اس کے لیے بہتر تھی، پھر اس کے حصول کے لیے رہنمائی بھی فرمائی۔“

(تفسير الطبري: ۸۱/۱۶، وسنده حسن)

طلحہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ
الْأَعْلَى بْنُ هِلَالٍ، فَقَالَ: أَبْقَاكَ اللَّهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامَ
الْبَقَاءُ خَيْرًا لَكَ، قَالَ: قَدْ فُرِغَ مِنْ ذَلِكَ يَا أَبَا النَّضْرِ، وَلَكِنْ
قُلْ: أَحْيَاكَ اللَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً، وَتَوَفَّاكَ مَعَ الْأَبْرَارِ.

”میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالاعلیٰ بن ہلال
تشریف لائے اور دعادی، امیر المؤمنین! جب تک آپ کا زندہ رہنا بہتر ہے
اللہ آپ کو زندہ رکھے، فرمایا: ابونضر! یہ تو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے، ایسے دعا
دیجئے: اللہ آپ کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائے اور حشر صالحین کے ساتھ کرے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٧٥/٧ ، حلية الأولياء لأبي نعيم الأصبهاني : ٣٢٤/٥ ،

وسندہ حسن)

⑤ ابو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ آیت کریمہ ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (الدخان :

۴) ”اس رات ہر حکمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يُدَبَّرُ أَمْرُ السَّنَةِ فِي لَيْلَةِ الْقَدَرِ .

”لیلۃ القدر میں پورے سال کے معاملات کی تدبیر کی جاتی ہے۔“

(تفسیر الطبري : ۳۱، ۳۴، شعب الإيمان للبيهقي : ۳۶۲۳، وسندہ صحیح)

مجاہد رضی اللہ عنہ، عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں:

﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (الرَّحْمَنُ : ۲۹)، قَالَ : مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يُفُكَّ

عَانِيًا، وَيُجِيبَ عَبْدًا، وَيَشْفِي مَرِيضًا، أَوْ يُعْطِيَ سَائِلًا .

”آیت ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (وہ ہر روز کسی کام میں ہوتا ہے۔) کی تفسیر ہے کہ اللہ کے شَأْن (کاموں) میں پابند سلاسل کو رہائی دلانا، اپنے بندے کی دعا قبول کرنا، مریض کو شفا دینا اور سوائی کو نوازنا بھی شامل ہے۔“

(المعرفة والتاريخ للفوسوي: ۳/۱۴۷، ۱۴۸، وسنده صحيح)

⑥ امام شعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُبَّ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ، وَلَا تَكُنْ رَافِضِيًّا، وَاعْمَلْ بِالْقُرْآنِ، وَلَا تَكُنْ حَرُورِيًّا، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَتَاكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ، وَمَا أَتَاكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ، وَلَا تَكُنْ قَدْرِيًّا، وَأَطِعِ الْإِمَامَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا.

”اہل بیت رسول سے محبت کیجئے، رافضی نہ ہو جانا۔ قرآن پر عمل کیجئے، خارجی نہ ہوئیے۔ یاد رکھئے کہ آپ کی ہر نیکی اللہ کی طرف سے ہے اور ہر برائی آپ کی طرف سے ہے۔ منکر تقدیر نہ ہوئیے اور حاکم وقت کی اطاعت کیجئے، بھلے وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو!“

(السنة للخلال، ۸: وسنده حسن)

④ یحییٰ بن عتیق کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیا اور دینی معاملے میں چند سوالات پوچھنے لگا، آپ اسے جواب دینے لگے، وہاں سلم بن قتیبہ بھی تھا۔ آدمی نے کہا اس سے تقدیر کی بابت پوچھئے گا، آپ نے فرمایا: ابو بکر! (سلم کی کنیت) تقدیر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا: آپ سے یہ سوال کرنے کا کس نے کہا؟ پھر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا، تو امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيْسَ لَهُ عَلَى أَحَدٍ سُلْطَانٌ، وَلَكِنْ مَنْ أَطَاعَهُ أَهْلَكَهُ.

”شیطان کے پاس کسی کو گمراہ کرنے کی طاقت نہیں، ہاں جو اس کی اطاعت کرے گا، ہلاک ہو جائے گا۔“

(طبقات ابن سعد: ۱۹۷/۷، وسندہ صحیح)

امام مجاہد رحمہ اللہ ﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ﴾ (الرعد: ۳۹) ”اللہ جسے چاہے مٹا دیتا ہے، جسے چاہے قائم رکھتا ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يُنْزِلُ اللَّهُ كُلَّ شَيْءٍ فِي السَّنَةِ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَيَمْحُو مَا يَشَاءُ مِنْ الْأَجَالِ وَالْأَرْزَاقِ وَالْمَقَادِيرِ، إِلَّا الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ، فَإِنَّهُمَا ثَابِتَانِ.

”اللہ تعالیٰ سال بھر میں وقوع پذیر ہونے والی تمام چیزیں کو لیلۃ القدر میں نازل کرتا ہے۔ جتنی زندگیاں، رزق یا تقادیر چاہتا ہے، ختم کر دیتا ہے، سوائے بدبختی اور خوش بختی کے، یہ ثابت ہی رہتی ہیں۔“

(تفسیر الطبري: ۲۰۴۷۱، وسندہ حسن)

نیز ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ (الإسراء: ۱۳) ”ہم نے ہر انسان کا عمل اس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”طائرہ سے مراد اس کا عمل ہے۔“

(الزهد لوكيع بن الجراح: ۳۷، وسندہ صحیح)

ابونضرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُفَرِّقُ أَمْرُ السَّنَةِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ بَلَاؤُهَا وَرَخَاؤُهَا وَمَعَاشُهَا إِلَى
مِثْلِهَا مِنَ السَّنَةِ .

”ہر سال کی لیلۃ (القدر) میں اگلے سال تک کی بد حالی، خوش حالی اور رزق
وغیرہ تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔“

(شعب الإيمان للبيهقي: ۳۶۶۵، وسندہ حسن)

نضر بن شميل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب بصرہ سے کوئی امام، سلیمان تیمی رحمہ اللہ کے پاس
آتا، تو آپ اسے فرماتے:

أَشْهَدُ أَنَّ الشَّقِيَّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَأَنَّ السَّعِيدَ مَنْ
وُعِظَ بِغَيْرِهِ .

”میرا عقیدہ ہے کہ بد بخت وہی ہے، جسے ماں کے پیٹ میں بد بخت لکھ دیا گیا
اور خوش بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔“

(الْقَدَرُ لِلْفَرِیَابِيِّ: ۳۳۲، وسندہ صحیح)

مطلب بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی امام زید بن علی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور
کہنے لگا: اے زید! کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی کئے جانے کا ارادہ کرتا ہے؟
آپ نے فرمایا: کیا اس سے زبردستی نافرمانی کی جاتی ہے؟

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة لِلْإِسْكَانِيِّ: ۱۲۶۴، وسندہ حسن)

ابو مالک رحمہ اللہ ﴿فِيهَا يُفَرَّقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (الدخان: ۴) ”اس رات حکمت کے
تمام معاملات ترتیب دیئے جاتے ہیں۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَمْرُ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ مَا كَانَ مِنْ خَلْقٍ أَوْ رِزْقٍ أَوْ أَجَلٍ أَوْ

مُصِيبَةٍ، أَوْ نَحْوِ هَذَا .

”اس برس سے آئندہ سال تک کی تخلیق، رزق، موت اور مصیبت کے تمام معاملات طے پاتے ہیں۔“

(تفسیر الطبری: ۳۱، ۳۲، وسندہ صحیح)

امام قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هِيَ لَيْلَةُ الْقَدَرِ فِيهَا يُقْضَى مَا يَكُونُ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ .

”لیلۃ القدر میں اس سال سے آئندہ سال کے تمام فیصلے کر دیے جاتے ہیں۔“

(تفسیر الطبری: ۹/۲۱، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں:

طَائِرَةٌ : عَمَلُهُ .

”طائرہ سے مراد اعمال (کارِ یکارڈ) ہے۔“

(تفسیر الطبری: ۵۲۴/۱۴، وسندہ صحیح)

ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْقَدَرِ ضَعَفَاؤُهُمْ، يَقُولُ : إِنَّ كُلَّ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ

فِي خُصُومَةِ الْقَدَرِ كَانَ مِنْ قَوْلِهِ : كَانَ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ كَذَا

وَكَذَا .

”کمزور (غریب) لوگ تقدیر کو زیادہ جانتے ہیں۔ جو مسئلہ تقدیر میں جھگڑا

نہیں کرتا، وہ کہتا ہے: اللہ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا۔“

(السُّنَّةُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ : ۸۸۴، وسندہ حسن)

نیز فرماتے ہیں:

مَا كَلَّمْتُ أَحَدًا مِّنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ بِعَقْلِي كُلِّهِ إِلَّا الْقَدَرِيَّةَ فَإِنِّي قُلْتُ لَهُمْ : مَا الظُّلْمُ فِيكُمْ؟ فَقَالُوا : أَنْ يَأْخُذَ الْإِنْسَانُ مَا لَيْسَ لَهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ : فَإِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .

”بدعتیوں سے جب بھی میرا مناظرہ ہوا، تو میں نے کلی طور پر عقلی دلائل پر انحصار نہیں کیا، سوائے قدریہ کے۔ میں نے ان سے کہا: تمہارے نزدیک ظلم کسے کہتے ہیں؟ کہنے لگے: (ظلم یہ ہے کہ) انسان اس چیز کے درپے ہو، جو اس کی نہیں، میں نے کہا کہ اللہ تو ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔“

(السنة لعبد الله بن أحمد : ٩٤٦، القدر للفريابي : ٤٣٥، الشريعة للأجري : ٤٧٨،

وسندہ صحیح)

امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ هَاهُنَا وَكَلاَمُهُمْ : وَإِنْ قُضِيَ وَإِنْ قُدِرَ .

”میں نے یہاں لوگوں کو ایسی باتیں کرتے سنا ہے: اگر تقدیر میں لکھا ہوا تو۔“

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي : ١٣٨٩، وسندہ حسن)

داود بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِينِي غَيْلَانُ فَقَالَ : يَا دَاوُدُ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ

عَنْ مَسَائِلَ، قُلْتُ : سَلْنِي عَنْ خَمْسِينَ مَسْأَلَةً وَأَسْأَلَكَ عَنْ

مَسْأَلَتَيْنِ، قَالَ : سَلْ يَا دَاوُدُ، قُلْتُ : أَخْبِرْنِي مَا أَفْضَلُ مَا

أُعْطِيَ ابْنُ آدَمَ؟ قَالَ : الْعَقْلُ، قُلْتُ : فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْعَقْلِ هُوَ

شَيْءٌ مُّبَاحٌ لِلنَّاسِ، مَنْ شَاءَ أَخَذَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ؟ أَوْ هُوَ مَقْسُومٌ بَيْنَهُمْ؟ قَالَ فَمَضَى وَلَمْ يُجِبْنِي .

”شام میں میری ملاقات غیلان سے ہوئی، مجھے کہنے لگا، داود! میں آپ سے کچھ مسائل دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: پچاس سوال پوچھئے! مگر میں آپ سے دو سوال کروں گا۔ کہنے لگا: داود پوچھئے! میں نے سوال کیا کہ ابن آدم کو سب سے بہتر چیز کیا دی گئی ہے؟ کہنے لگا: عقل۔ اچھا! عقل سب سے بہتر ہے، تو کیا اس میں اختیار ہے کہ جو چاہے اسے لے جائے اور جو چاہے چھوڑ دے؟ یا جتنی نصیب میں لکھی ہے اتنی لے سکتا ہے؟ وہ جواب دیئے بغیر بھاگ گیا۔“

(حلیۃ الأولیاء: ۹۲/۳، ۹۳، وسندہ حسن)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ﴿مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ . إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ﴾ (الصفات: ۱۶۲-۱۶۳) ”تم صرف اسے گم راہ کر سکو گے جس کا جہنمی ہونا لکھا جا چکا ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِلَّا مَنْ قَدَّرَ عَلَيْهِ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ .

”صرف اسے، جس کے مقدر میں جہنمی ہونا لکھ دیا گیا۔“

(تفسیر الطبری: ۶۴۸/۱۹، الشریعة للآجری: ۴۸۹، وسندہ صحیح)

انس بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن رحمہ اللہ ایسے لوگوں کے پاس رکے، جو تقدیر کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے، آپ نے فرمایا:

لَيْنَ كُنْتُمْ صَادِقِينَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تَكُونُوا صَادِقِينَ، لَمَا فِي

أَيْدِيكُمْ أَعْظَمُ مِمَّا فِي يَدَي رَّبِّكُمْ إِنْ كَانَ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ
بِأَيْدِيكُمْ .

”اللہ کی پناہ! آپ کیسے سچے ہو سکتے ہیں؟ لیکن اگر آپ سچے ہیں کہ خیر و شر
آپ کے ہاتھوں میں ہے، تو لازماً آپ کے ہاتھوں میں اللہ کے ہاتھوں سے
بڑی چیز ہے۔“

(حلیۃ الأولیاء: ۲۶۰/۳، وسندہ حسن)

ابوضمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غیلان، امام ربیعہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا اور کہنے
لگا: ربیعہ! وہ شخص کہاں ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ اپنی نافرمانی پسند کرتا ہے، تو ربیعہ نے
فرمایا:

وَيْلَكَ يَا غَيْلَانُ! أَوْ يُعْصِي اللَّهَ قَسْرًا .

”غیلان! تباہ ہو جاؤ! کیا اللہ کی زبردستی نافرمانی کی جاتی ہے؟“

(القدر للفریابی: ۵۱۷، وسندہ صحیح)

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لَمَّا اسْتَنْقَذَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَأَرْحَامِ النِّسَاءِ كُلَّ
مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ قَالَ : يَا نُوحُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ
آمَنَ .

”چون کہ اللہ نے عورتوں کی کوکھ اور مردوں کے نطفے سے تمام مومنین و
مومنات کو کشید لیا تھا، اس لیے تو فرمایا: نوح! آپ کی قوم سے جس نے ایمان
لا لیا تھا، لاکچھے، اب مزید کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۲۰۲۴، وسندہ حسن)

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ﴾ (القمر: ۱۲)
 ”پس اس کام پر، جو مقدر کیا گیا تھا پانی خوب جمع ہو گیا۔“ سے ثابت ہوا کہ
 كَانَ الْقَدْرُ قَبْلَ الْبَلَاءِ .

”مصیبت پہلے سے ہی تقدیر میں لکھی جا چکی تھی۔“

(مکارم الأخلاق للخرائطي: ۱۰۶۷، وسندہ حسن)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (الدُّخَانُ : ۴)
 قَالَ : أَمْرُ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ إِلَّا الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ وَالشَّقَاءَ
 وَالسَّعَادَةَ .

”اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (اسی رات ہر پُر
 حکمت کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔) اس سال سے آئندہ سال تک تمام
 معاملات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، سوائے موت و حیات، بدبختی اور خوش بختی
 کے۔“

(السنة لعبدالله بن أحمد: ۸۸۶، وسندہ حسن)

ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (الدُّخَانُ : ۴) قَالَ : هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ
 يُجَاءُ بِالْدِّيَّانِ الْأَعْظَمِ السَّنَةَ إِلَى السَّنَةِ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ عَزَّ
 وَجَلَّ لِمَنْ شَاءَ إِلَّا تَرَى أَنَّهُ قَالَ : ﴿رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ﴾ .

”آیت ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ اس رات ہر پر حکمت کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ میں رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ سال بھر کے اعمال پر مشتمل ایک بڑا رجسٹر لایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں، معاف کر دیتے ہیں۔ کیا آپ نے قرآن میں اللہ کا یہ فرمان نہیں پڑھا: ﴿رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ﴾ (رحمت کرتے ہوئے آپ کے رب کی طرف سے۔)“

(شُعَبُ الْإِيمَانِ لِلْبَيْهَقِيِّ: ٤٦٦٤، وسنده حسن)

تقدیر پر ایمان کے مراتب:

تقدیر کے چار مراتب ہیں، ان سب کو جمع کئے بغیر ایمان بالقدر مکمل نہیں ہوتا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے نزدیک یہ مراتب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْإِيمَانُ بِالْقَدَرِ عَلَى دَرَجَتَيْنِ، كُلُّ دَرَجَةٍ تَتَضَمَّنُ شَيْئَيْنِ: فَالدَّرَجَةُ الْأُولَى: الْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَلِيمٌ بِمَا الْخَلْقُ عَامِلُونَ بِعِلْمِهِ الْقَدِيمِ الَّذِي هُوَ مَوْصُوفٌ بِهِ أَزَلًا وَأَبَدًا، وَعَلِمَ جَمِيعَ أَحْوَالِهِمْ مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْمَعَاصِي وَالْأَرْزَاقِ وَالْأَجَالِ ثُمَّ كَتَبَ اللَّهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ مَقَادِيرَ الْخَلْقِ. وَأَمَّا الدَّرَجَةُ الثَّانِيَةُ: فَهِيَ مَشِيئَةُ اللَّهِ النَّافِذَةُ وَقُدْرَتُهُ الشَّامِلَةُ وَهُوَ الْإِيمَانُ بِأَنَّ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَأَنَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ حَرَكَةٍ وَلَا سُكُونٍ إِلَّا بِمَشِيئَةِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ، لَا يَكُونُ فِي مُلْكِهِ مَا لَا يُرِيدُ، وَأَنَّهُ

سُبْحَانَهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مِّنَ الْمَوْجُودَاتِ
وَالْمَعْدُومَاتِ، فَمَا مِنْ مَخْلُوقٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهُ سُبْحَانَهُ لَا خَالِقَ غَيْرُهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ. وَمَعَ
ذَلِكَ فَقَدْ أَمَرَ الْعِبَادَ بِطَاعَتِهِ وَطَاعَةِ رُسُلِهِ وَنَهَاهُمْ عَنْ
مَعْصِيَتِهِ وَالْعِبَادُ فَاعِلُونَ حَقِيقَةً وَاللَّهُ خَالِقُ أَفْعَالِهِمْ،
وَالْعَبْدُ هُوَ الْمُؤْمِنُ وَالْكَافِرُ، وَالْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، وَالْمُصَلِّي
وَالصَّائِمُ. وَلِلْعِبَادِ الْقُدْرَةُ عَلَى أَعْمَالِهِمْ وَلَهُمْ إِرَادَةٌ وَاللَّهُ
خَالِقُهُمْ وَخَالِقُ قُدْرَتِهِمْ وَإِرَادَتِهِمْ.

”تقدیر پر ایمان کے دو درجات ہیں۔ ہر درجہ کے ضمن میں دو چیزیں ہیں۔
پہلا درجہ: اللہ ازل سے جانتا ہے کہ مخلوق کیا کرنے والی ہے، مخلوق کے نیک و
بد اعمال، رزق و حیات بھی جانتا ہے، پھر اللہ نے اسے لوح محفوظ میں لکھ دیا۔
دوسرا درجہ: اللہ کی مشیت و قدرت پر ایمان رکھا جائے، یعنی یہ عقیدہ ہو کہ جو اللہ
چاہے، ہوتا ہے، جو نہ چاہے، نہیں ہوتا اور زمین و آسمان میں ہر حرکت اور سکون
اسی کی مشیت کے تحت ہے۔ اس کی بادشاہت میں اس کی چاہت بنا کچھ نہیں
ہوتا، وہ تمام موجودات و معلومات پر قادر، زمین و آسمان کی ہر مخلوق کا خالق
ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی خالق ہے، نہ رازق۔ اس نے بندوں کو اپنی اور اپنے
رسولوں کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے، اپنی نافرمانی سے منع کیا ہے..... بندے
حقیقی فاعل اور خدا ان کے افعال کا خالق ہے۔ بندہ ہی مومن و کافر، نیک و بد

اور نماز روزہ کا پابند ہوتا ہے۔ بندوں کی اپنے اعمال پر طاقت ہے اور ارادہ ہے، جب کہ اللہ ان کا بھی خالق ہے اور ان کی طاقت و ارادہ کا بھی۔“

(العقيدة الواسطية: ۴۴-۴۷)

اب ہر مرتبہ کی تفصیل ملاحظہ ہو:

مرتبہ علم:

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اجمالی و تفصیلی طور پر جانتا ہے، خواہ وہ اس کے اپنے افعال کے متعلق ہو یا بندوں کے افعال کے متعلق، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ (الطلاق: ۱۲)

”آپ جان لیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے علمی طور پر ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔“

امام ابورجاء رحمہ اللہ، فرمان باری تعالیٰ ﴿سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾ (الرعد: ۱۰) ”بات کو چھپائیں یا اعلانیہ کریں، رات کے اندھیرے میں نکلیں یا دن میں برابر ہے، (اللہ سب جانتا ہے)۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ أَعْلَمَ بِهِمْ، سَوَاءٌ مَّنْ أَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ.

”یہ بات کو چھپائیں یا اعلانیہ کریں، رات کے اندھیرے میں نکلیں یا دن میں،

اللہ پر یکساں ہے، نیز وہ ان سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔“

(تفسیر الطبری: ۲۰۲۰۴، وسندہ صحیح)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ ﴿وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ (الرعد: ۴۳) کے پاس کتاب کا علم ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ.

”اللہ کی طرف سے۔“

(تفسیر الطبری: ۲۰۵۵، وسندہ صحیح)

محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ رَجُلًا لِلَّهِ لَعَدِلَ ظَهَرَ مِنْهُ وَهُوَ فِي عِلْمِ اللَّهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ آجَرَهُ اللَّهُ عَلَى حُبِّهِ إِيَّاهُ كَمَا لَوْ كَانَ أَحَبَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ أَبْغَضَ رَجُلًا لِلَّهِ لَجَوْرَ ظَهَرَ مِنْهُ هُوَ فِي عِلْمِ اللَّهِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ آجَرَهُ اللَّهُ عَلَى بُغْضِهِ إِيَّاهُ كَمَا لَوْ كَانَ أَبْغَضَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ النَّارِ.

”جو کسی کا عدل دیکھ کر اللہ کے لئے اس سے محبت کرے، اگرچہ اللہ کے علم کے مطابق محبوب جہنمی ہے، لیکن پھر بھی محبت کرنے والے کو یوں ہی اجر ملے گا، جیسے اس نے جنتی سے محبت کی ہے۔ جو کسی کا ظلم دیکھ کر اس سے اللہ کے لئے نفرت کرے، گو اللہ کے علم میں مغضوب جنتی ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی نفرت کرنے والے کو یوں ہی اجر ملے گا، جیسے اس نے جہنمی سے نفرت کی ہو۔“

(طَبَقَات ابْنِ سَعْد: ۹۷/۵، وسندہ حسن)

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى﴾ (طہ: ۷) قَالَ: يَعْلَمُ أَسْرَارَ الْعِبَادِ،
وَأَخْفَى سِرَّهُ فَلَا يُعْلَمُ.

”﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى﴾ کا مطلب کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رازوں کو جانتا ہے، اور کبھی اس طرح مخفی رکھتا ہے کہ (کوئی باوجود کوشش کے) ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔“

(العَظْمَةُ لِأَبِي الشَّيْخِ الْأَصْبَهَانِيِّ: ۵۱۶/۲، وسندہ صحیح)

محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا يُنْكِرُ قَوْمٌ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ فَكَتَبَهُ.
”اس کا انکار کسی قوم نے نہیں کیا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی اور اس نے اسے لکھ دیا ہے۔“

(الْقَدَرُ لِلْفَرَايِصِيِّ: ۱۰۳، السَّنَةُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ: ۹۰۳، الشَّرِيعَةُ لِلْأَجْرِيِّ: ۴۷۰،

وسندہ صحیح)

ربیع بن ابی صالح بیان کرتے ہیں:

”جب امام سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو حجاج کے پاس لایا گیا، تو ایک آدمی رو پڑا۔
امام صاحب نے اس سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگا: آپ کی مصیبت کی وجہ سے، فرمایا:

فَلَا تَبْكُ كَأَنَّ فِي عِلْمِ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ هَذَا.

’مت روئیں! ایسا ہونا اللہ کے علم میں تھا۔‘ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلُ أَنْ نَّبَرَّأَهَا﴾ (الحديد: ۲۲) (زمین میں آنے والی یا آپ کی زندگیوں میں پہنچنے والی ہر رونما ہونے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ دی گئی ہے۔)“

(طبقات ابن سعد: ۲/۲۶۴، وسندہ صحیح)

امام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَقَرَّ بِالْعِلْمِ فَقَدْ خَصَمَ .

”جس منکرِ تقدیر نے اللہ کے علم کا اقرار کر لیا، گویا وہ میدان ہار گیا۔“

(الردّ علی الجہمیہ للدارمی: ۲۴۴، وسندہ حسن)

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى﴾ (طہ: ۷۴) ”پوشیدہ اور مخفی اشیاء کو جانتا

ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مَنْ السِّرِّ مَا حَدَّثَتْ بِهِ نَفْسَكَ وَمَا لَمْ تُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَكَ أَيْضًا مِّمَّا هُوَ كَائِنٌ .

”آپ کے دل میں آنے والی اور وہ جو آپ کے دل میں بھی نہیں آئی ’سر‘

کہلاتی ہے۔ اسی طرح وہ چیز بھی ’سر‘ ہے، جسے ابھی ہونا ہے۔“

(تفسیر عبد الرزاق: ۱۵/۳، وسندہ صحیح)

نیز فرمان الہی: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ، وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾

(الحجر: ۲۴) ”ہم آپ کے پہلوں کو بھی جانتے ہیں اور انہیں بھی جانتے ہیں جو بعد میں

آئیں گے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

كُلُّ أُولَئِكَ قَدْ عَلِمَ اللَّهُ .

”یہ سبھی اللہ کے علم میں ہیں۔“

(تفسیر الطبري: ۲۱۱۴۲، وسندہ صحیح)

مزید فرماتے ہیں:

﴿طَائِرُكُمْ﴾ (النمل: ۴۷) أَي: عَمَلُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ .

”﴿طَائِرُكُمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ تم مشرکین کا عمل (مومنین کو منحوس سمجھنا) اللہ

کے ہاں (تقدیر میں لکھ دیا گیا) ہے۔“

(تفسیر ابن أبي حاتم: ۲۸۹۹/۹)

سدی ﷺ فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا﴾ (الأعراف: ۸۹) ”البتہ

اگر ہمارا رب اللہ چاہے تو۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فَاللَّهُ لَا يَشَاءُ الشِّرْكَ وَلَكِنْ نَقُولُ: إِلَّا أَنْ يَكُونَ اللَّهُ قَدْ عَلِمَ

شَيْئًا فَإِنَّهُ قَدْ وَسَّعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا .

”اللہ شرک نہیں چاہتے، لیکن اتنا ہے کہ اللہ کو اس کا علم ہے، کیوں کہ وہ علمی طور

پر ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔“

(تفسیر ابن أبي حاتم: ۱۵۲۳/۵، وسندہ حسن)

مرتبہ کتابت:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر لوح محفوظ میں لکھ دی ہے،

جو لکھا ہے وہی ہوگا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ (یس: ۱۲)

”ہم نے تمام اشیاء واضح کتاب میں لکھ رکھی ہیں۔“

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَجْمَعَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَجَمِيعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ

أَنَّ كُلَّ كَائِنٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي أُمِّ الْكِتَابِ .

”تمام اہل سنت، اہل حدیث، صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے کہ قیامت تک

رو نما ہونے والی ہر چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔“

(شفاء العلیل: ۱۲۰/۱)

بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ جب لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی گئی، تو اس فرمان

الہی کا کیا مطلب؟

﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ (الرعد: ۳۹)

”اللہ جسے چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں ثابت رکھتے ہیں اللہ کے

پاس لوح محفوظ ہے۔“

اس کا حل یہ ہے کہ رزق و عمر وغیرہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو لوح محفوظ میں

لکھے جاتے ہیں، وہ تو نہیں بدلتے، دوسرے وہ جو اللہ نے فرشتوں کو بتائے ہیں، ان میں کمی

بیشی ہو جاتی ہے۔ آیت مذکورہ کا یہی مطلب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ابن ابی العز

رحمہ اللہ اور حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اسی قول کو رائج قرار دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَالْأَجَلُ أَجَلَانِ: أَجَلٌ مُّطْلَقٌ يَعْلَمُهُ اللَّهُ، وَأَجَلٌ مُّقَيَّدٌ، وَبِهَذَا

يَتَبَيَّنُ مَعْنَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ). فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمَلِكَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُ أَجَلًا وَقَالَ: إِنْ وَصَلَ رَحِمَهُ زِدْتُهُ كَذَا وَكَذَا وَالْمَلِكُ لَا يَعْلَمُ أَيَّزِدَادُ أَمْ لَا؛ لَكِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ الْأَمْرُ فَإِذَا جَاءَ ذَلِكَ لَا يَتَقَدَّمُ وَلَا يَتَأَخَّرُ.

”عمر دوسم کی ہے۔ ایک مطلق، جسے اللہ ہی جانتا ہے، دوسری مقید، یوں نبی کریم ﷺ کے فرمان کی وضاحت ہو جاتی ہے: (جو اپنے رزق اور عمر میں کشادگی چاہتا ہے، وہ صلہ رحمی کرے۔)، اللہ تعالیٰ فرشتے کو عمر رکھنے کا کہتے ہیں کہ اگر یہ صلہ رحمی کرے، تو میں اسے اتنا اتنا بڑھا دوں گا۔ فرشتہ نہیں جانتا کہ اس رزق و عمر میں زیادتی کی جائے گی یا نہیں؟، البتہ اللہ کو معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کہاں جاٹھرے گا، جب اجل آ جاتی ہے، تو آگے پیچھے نہیں ہوتی۔“

(مجموع الفتاویٰ: ۵۱۷/۸، شرح العقيدة الطحاویة، ص: ۱۳۱، ۱۳۲، فتح الباری:

(۴۱۶/۱۰)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ أَنَّ نَصِيْبَهُمْ مِّنَ الْكِتَابِ يَتَنَاوَلُ الْأَمْرَيْنِ فَهُوَ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الشَّقَاوَةِ وَنَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْأَعْمَالِ الَّتِي هِيَ أَسْبَابُهَا وَنَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْأَعْمَارِ الَّتِي هِيَ مُدَّةُ اكْتِسَابِهَا وَنَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي اسْتَعَانُوا بِهَا عَلَى ذَلِكَ فَعَمَّتْ

الْآيَةُ هَذَا النَّصِيبَ كُلَّهُ وَذَكَرَ هُؤُلَاءِ بَعْضَهُ وَهُؤُلَاءِ بَعْضَهُ
هَذَا عَلَى الْقَوْلِ الصَّحِيحِ وَأَنَّ الْمُرَادَ مَا سَبَقَ لَهُمْ فِي أُمِّ
الْكِتَابِ .

”درست بات یہی ہے کہ تقدیر میں ان (ظالموں) کا نصیب دو چیزوں پر
مشتمل ہے۔ پہلا بد بختی والا حصہ، وہ اسباب جو بد بختی کا موجب بنتے ہیں،
نصیب میں لکھی عمر کا وہ حصہ، جو ان بد بخت اعمال کی مدت ہے اور نصیب میں
لکھا وہ رزق، جو ان بد بخت اعمال کے لیے مؤید ثابت ہوتے ہیں۔ یہ آیت
(الاعراف: ۳۷) اس سارے نصیب کو شامل ہے، جب کہ کچھ مفسرین نے
نصیب کا بعض حصہ ذکر کیا اور بعض مفسرین نے کچھ حصہ ذکر کیا ہے۔ صحیح قول
یہی ہے۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ لوح محفوظ میں جو کچھ ان (ظالموں)
کے حق میں لکھ دیا گیا۔“

(شفاء العلیل: ۱۲۱، ۱۲۲)

مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے تقدیر کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا:

وَأَدِيَانِ عَمِيقَانِ قِفْ عِنْدَ أَذْنَاهُمَا .

”دو گہری وادیاں ہیں، آپ قریب ترین پر ٹھہر جائیے۔“

(مُعْجَم ابن الأعرابي: ۷۱۵، وسندهُ صحيح)

بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رُبَّ مَسْرُورٍ مَّغْبُورٌ وَلَا يَشْعُرُ، يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ وَيَضْحَكُ وَقَدْ

حَقَّ لَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَنَّهُ مِنْ وَقُودِ النَّارِ .

”کتے خوش فہمیوں میں مبتلا غافل، جنہیں شعور نہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں، ہنستے ہیں، لیکن اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔“

(الزوائد لعبد اللہ بن أحمد بن حنبل علی الزهد لأبيه: ۲۲۸۶، المعروفة والتاریخ للفسوي: ۴۰۷/۲، حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم الأصبهانی: ۲۲۳/۵، وسنده حسن)
حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا﴾ (الحديد: ۲۲) قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَمَنْ يَشْكُ فِي هَذَا، كُلُّ مُصِيبَةٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفِي كِتَابِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يَبْرَأَ النَّسَمَةَ.

”﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا﴾ (الحديد: ۲۲) (نہ کوئی آفت زمین میں آتی ہے نہ تمہاری جانوں میں مگر اس سے قبل کہ ہم اسے پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں درج شدہ ہے)، سبحان اللہ! اس میں کون شک کر سکتا ہے؟ ہر زمینی و آسمانی آفت مخلوق کو پیدا کرنے سے قبل لوح محفوظ میں لکھ دی گئی تھی۔“

(القدر للفریابی: ۱۲۲، السنة لعبد اللہ بن أحمد: ۹۶۱، تفسیر الطبري: ۴۱۹/۲۲، شعب الإيمان للبيهقي: ۹۷۷۰، وسنده صحيح)

ابوادریس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْقَلَمَ ، فَكَتَبَ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

”اللہ نے قلم کی تخلیق کی اور وہ سب کچھ لکھ دیا، جو روز قیامت تک ہونے والا تھا۔“

(القدر للفريابي: ۱۲۰، وسندہ حسن)

ضمرة بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ، وَخَلَقَ الْقَلَمَ، فَكَتَبَ بِهِ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمَا هُوَ كَائِنٌ مِّنْ خَلْقِهِ، ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ الْكِتَابَ سَبَّحَ لِلَّهِ وَمَجَّدَهُ أَلْفَ عَامٍ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا مِّنَ الْخَلْقِ.

”اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا، پھر قلم کو پیدا کیا اور اس سے ہر وہ کچھ، جو کچھ پیدا کرنا تھا اور جو کچھ رونما ہونا تھا، سب کچھ لکھ دیا۔ پھر اس کتاب نے کچھ پیدا ہونے سے پہلے ایک ہزار سال تک اللہ کی تسبیح و تمجید کی۔“

(تفسير الطبري: ۳۳۴/۱۲، وسندہ حسن)

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرمان الہی ﴿أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ﴾ (الأعراف: ۳۷) ”انہیں لوح محفوظ سے اپنا حصہ مل جائے گا۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

رِزْقُهُ وَأَجَلُهُ وَعِلْمُهُ.

”اس کا رزق، علم اور عمر۔“

(تفسير ابن أبي حاتم: ۱۴۷۴/۵، وسندہ حسن)

عبدالرحمن بن سابط رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

يُدَبِّرُ أَمْرَ الدُّنْيَا أَرْبَعَةً : جِبْرَائِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَإِسْرَافِيلُ وَمَلَكُ
الْمَوْتِ، فَأَمَّا جِبْرَائِيلُ، فَصَاحِبُ الْجُنُودِ وَالرِّيحِ، وَأَمَّا
مِيكَائِيلُ فَصَاحِبُ الْقَطْرِ وَالنَّبَاتِ، وَأَمَّا مَلَكُ الْمَوْتِ
فَمُوكَلٌّ بِقَبْضِ الْأَنْفُسِ، وَأَمَّا إِسْرَافِيلُ فَهُوَ يَنْزِلُ بِالْأَمْرِ
عَلَيْهِمْ بِمَا يُؤْمَرُونَ.

”دنیا کے معاملات چار فرشتوں کے سپرد ہیں۔ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل
اور ملک الموت۔ جبرائیل لشکروں اور ہواؤں والے ہیں، میکائیل کے ذمہ
بارش اور ان سے انگنے والی انگوریوں کے معاملات ہیں، ملک الموت کی ڈیوٹی
روحیں قبض کرنے پر ہے اور اسرافیل انسانوں پر وہ معاملات نازل کرتے ہیں،
جن کا ان کے متعلق حکم دیا جاتا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٤٣٠/١٣، وسنّده صحيح)

امام مجاہد رحمہ اللہ سورۃ بروج (۲۲) میں ”لوح“ سے مراد ”ام الكتاب“ اور سورۃ
یٰسین (۱۲) میں ”امام مبین“ سے مراد بھی ام الكتاب لیتے ہیں۔

(تفسير الطبري : ٣٦٨٩٣، ٧٩، ٢٩ فضائل القرآن لابن الضريس : ١٥٢، وسنّدهما

صحيح)

امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ ﴿كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ﴾ (الأعراف :

۲۹) ”تخلیق اول کی طرح آپ کی تخلیق ثانی بھی ہوگی۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

كَمَا كَتَبَ لَكُمْ، تَكُونُونَ.

”جیسے اللہ نے آپ کے لئے لکھا، آپ ویسے ہی ہوئے۔“



(تفسیر الطبری: ۱۴۴۸۶، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں:

﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ﴾ (الأنفال: ۶۸) ”اگر اللہ کی طرف سے پہلے لکھا ہوا نہ

ہوتا۔“ سے مراد ہے:

مَا سَبَقَ لِأَهْلِ بَدْرٍ مِّنَ السَّعَادَةِ .

”سعادت، جو اہل بدر کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۷۳۵/۵، وسندہ حسن)

نیز ﴿أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِّنَ الْكِتَابِ﴾ (الأعراف: ۳۷) ”یہ لوح محفوظ سے

اپنا حصہ پالیں گے۔“ سے مراد یہ لیتے ہیں:

مَا قُدِّرَ لَهُمْ مِّنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَالشَّقَاوَةِ وَالسَّعَادَةِ .

”بدبختی، خوش بختی، خیر و شر، جو اللہ نے ان کے لئے مقدر کر رکھا ہے۔“

(مُسْنَدُ ابْنِ الْجَعْدِ لِلْبَغَوِيِّ: ۲۱۶۴، وسندہ حسن)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا يُنْكِرُ قَوْمٌ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ فَكَتَبَهُ .

”کسی قوم نے اس کا انکار نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے اور اسے لوح

محفوظ میں لکھ دیا ہے۔“

(السُّنَّةُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ: ۹۰۳، القدر للفريابي: ۱۰۳، وسندہ صحیح)

ابو مالک رحمہ اللہ ﴿وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ﴾

(فاطر: ۱۱) ”کسی کی عمر بڑھائی جاتی ہے یا کم کی جاتی ہے، وہ کتاب میں ضرور لکھی جا چکی

ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مَا يَقْضِي مِنْ أَيَّامِهِ الَّتِي عَدَدْتُ لَهُ إِلَّا فِي كِتَابٍ .
 ”اس کے نصیب کے ایام کا فیصلہ لوح محفوظ ہی میں ہوتا ہے۔“

(تفسیر الطبري: ۲۹۹۵۲، وسندہ صحیح)

امام عکرمہ رحمہ اللہ ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌّ﴾ (القمر: ۵۳) ”ہر چھوٹی بڑی چیز لکھ دی گئی ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مَكْتُوبٌ فِي سَطْرِ .
 ”سطر میں لکھی ہوئی ہے۔“

(الزهد لأبي داود: ۴۶۱، وسندہ صحیح)

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ﴿كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ...﴾ (الحج: ۴) ”اس (شیطان) کے بارے لکھ دیا گیا کہ جس نے اس سے دوستی کی.....۔“ سے مراد ہے:

كُتِبَ عَلَى الشَّيْطَانِ .
 ”شیطان کے بارے میں لکھ دیا گیا۔“

(تفسیر عبد الرزاق: ۳۲/۲، وسندہ صحیح)

مرتبہ ارادہ مشیت:

اس سے مراد یہ ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت چلتی ہے۔ جو اللہ چاہے، وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ (الحج: ۱۸)

”اللہ جو چاہتے ہیں، کئے دیتے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَمَا تَشَاءُ وَنِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾

(الدھر: ۳۰)

”آپ وہی چاہتے کرتے ہیں، جو اللہ چاہتا ہے، اللہ خوب جاننے والا اور

کمال حکمت والا ہے۔“

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذِهِ الْمَرْتَبَةُ قَدْ دَلَّ عَلَيْهَا إِجْمَاعُ الرُّسُلِ مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ وَجَمِيعُ الْكُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَالْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ عَلَيْهَا خَلْقَهُ وَأَدِلَّةُ الْعُقُولِ وَالْعِيَانِ .

”اس مرتبہ کی دلیل اول تا آخر تمام رسولوں کے اجماع، تمام کتب الہیہ، فطرت انسانی اور عقل و مشاہدہ سے ملتی ہے۔“

(شفاء العلیل: ۱۲۵/۱)

عطیہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ کعب احبار رحمہ اللہ کی عیادت کرنے آئے، انہوں نے کہا: ابواسحق! آپ خود کو کیسا سمجھتے ہیں، فرمایا:

بَخِيرٍ . عَبْدٌ أَخَذَ بِذَنْبِهِ فَإِنْ قَبَضَهُ إِلَيْهِ رَبُّهُ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ رَحِمَهُ وَإِنْ شَاءَ يَنْشِيهِ نَظِيفًا .

”اللہ کا کرم! انسان پر جب گناہوں کی شامت آتی ہے، تو اللہ چاہیں، تو اسے عذاب دیں، چاہیں تو اس پر رحم کریں اور اگر چاہیں، تو اسے پاک صاف کر

دیں۔“

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي: ۱۲۵۹، وسنده صحيح)

مطرف بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ فَإِذَا ابْنُ آدَمَ مُلْقًى بَيْنَ يَدَيْ رَبِّهِ تَعَالَى وَبَيْنَ يَدَيْ
إِبْلِيسَ، فَإِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَعْصِمَهُ عَصَمَهُ وَإِنْ تَرَكَهُ
ذَهَبَ بِهِ إِبْلِيسُ .

”میں نے غور کیا (تو معلوم ہوا کہ) ابن آدم اللہ اور ابلیس کے سامنے پھینکا ہوا
ہے۔ اگر اللہ چاہے تو اس کو ابلیس سے بچالے اور چاہے تو ابلیس کے لیے چھوڑ
دے اور وہ اسے لے جائے۔“

(الشریعة للآجری: ۴۷۵، وسنده حسن)

ثابتؓ کہتے ہیں کہ ہم مطرف بن عبد اللہؓ کے پاس تھے، ہم نے اللہ کا ذکر
کیا اور دعا مانگی، پھر آپ نے فرمایا:

وَلَئِنْ كَانَ هَذَا مِمَّا سَبَقَ لَكُمْ فِي الذِّكْرِ، لَقَدْ أَرَادَ اللَّهُ بِكُمْ
خَيْرًا، وَإِنْ كَانَ مِمَّا يَحْدُثُ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَقَدْ أَرَادَ اللَّهُ
بِكُمْ خَيْرًا، فَأَيُّ ذَلِكَ مَا كَانَ فَاحْمَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ .

”اگر یہ کام لوح محفوظ میں تمہارے لئے لکھا جا چکا ہے تو اللہ نے آپ کے لئے
بھلائی کا ارادہ کیا ہے، اور اگر یہ اسی دن رات میں پیدا ہونے والا ہے، تو بھی
اللہ نے تمہارے لئے بھلائی کا ارادہ کیا ہے، جو بھی ہو اس پر اللہ کا شکر ادا
کرو۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: ٤٨٠/١٣، الزهد لأحمد بن حنبل: ٢٩٢، وسنده صحيح)
 امام حسن بصری رضی اللہ عنہ ﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَى أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ
 فَأَنَّى يُبْصِرُونَ﴾ (یس: ٦٦) ”ہم چاہتے، تو ان کی آنکھیں مسخ کر دیتے، پھر وہ راستے کی
 طرف بڑھتے، تو کہاں دیکھ پاتے!“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لَوْ يَشَاءُ لَطَمَسَ عَلَى أَعْيُنِهِمْ فَتَرَكَهُمْ عُمِيًّا يَتَرَدَّدُونَ .

”اللہ چاہتا تو ان کی آنکھیں مسخ کر دیتا، انہیں اندھا کر کے بھٹکتا چھوڑ دیتا۔“

(تفسیر الطبري: ٢٩٢١٧، وسنده صحيح)

ربیع بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے جعفر نے امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس
 فرمان باری تعالیٰ کی تفسیر پوچھی: ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ (الفجر: ٢٧) ”اے
 مطمئن روح!“ تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ قَبْضَ رُوحِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ اِطْمَأَنَّتِ النَّفُوسُ
 إِلَى اللَّهِ وَاطْمَأَنَّ اللَّهُ إِلَيْهَا .

”اللہ مومن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کی جان اللہ
 کی طرف سے مطمئن ہو جاتی ہے اور اللہ اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔“

(تفسیر ابن أبي حاتم: ٣٤٣٠/١٠، وسنده حسن)

وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يُوزَنُ مِنَ الْأَعْمَالِ خَوَاتِيمُهَا، فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا
 خَتَمَ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ سُوءًا خَتَمَ لَهُ بِشَرِّ
 عَمَلِهِ .

”وزن انسان کے آخری (کیے گئے) اعمال کا ہوگا۔ اللہ کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کا خاتمہ عمل خیر پر فرماتے ہیں اور کسی سے برائی کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کا خاتمہ شر کے عمل پر کرتے ہیں۔“

(تفسیر عبد الرزاق: ۳/۲۴، وسندہ حسن)

نیز فرمایا:

خَلَقَ اللَّهُ ابْنَ آدَمَ كَمَا شَاءَ وَمِمَّا شَاءَ فَكَانَ كَذَلِكَ ﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾

”اللہ نے جیسے چاہا ابن آدم کی تخلیق کی، جس چیز سے چاہا تخلیق کی، اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ (اللہ بہترین پیدا کرنے والا ہے۔)“

(تفسیر ابن أبي حاتم: ۹/۳۰۴۵، وسندہ حسن)

عثمان البتی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا: تقدیر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مجھے کوئی جواب نہ سوجھا، آپ نے ایک چیز زمین سے اٹھائی اور فرمایا:

مَا أُرِيدُ عَلَى مَا أَقُولُ مِثْلَ هَذَا، إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا وَفَقَّهَ لِمَحَابِّهِ وَطَاعَتِهِ وَمَا يَرْضَى بِهِ عَنْهُ، وَمَنْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ اتَّخَذَ عَلَيْهِ الْحُجَّةَ ثُمَّ عَذَّبَهُ غَيْرَ ظَالِمٍ لَهُ.

”میں اپنے کہنے پر اتنا بھی ارادہ نہیں رکھتا۔ اللہ جب بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، تو اسے محبوب اور نیک کاموں پہ لگا دیتے ہیں اور جس سے

کچھ اور ارادہ کرتے ہیں، اس پر حجت قائم کرتے ہیں، پھر اسے عذاب دیتے ہیں، اس طرح کہ اللہ ظلم نہیں کر رہے ہوتے۔“

(القدر للفريابي: ٤١١، وسنده حسن)

نیز آپ نے فرمایا:

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ مِنْ قَلْبِهِ وَاعِظًا يَأْمُرُهُ وَيَنْهَاهُ
قَالَ: وَيُجْرِي اللَّهُ الْخَيْرَ عَلَى يَدَيَّ مَنْ يَشَاءُ أَوْ الشَّرَّ عَلَى
يَدَيَّ مَنْ يَشَاءُ.

”اللہ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کا دل اس کے لئے واعظ بن جاتا ہے، جو اسے نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔ جس کے لئے اللہ چاہتا ہے، خیر جاری کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے، شر جاری کر دیتا ہے۔“

(الزهد لهناد بن السري: ٥٠٦، الزهد لأحمد بن حنبل: ١٧٧٣، وسنده حسن)

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا أَعْلَمَ قَوْمًا أَبْعَدَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يُخْرِجُونَهُ مِنْ
مَشِئَتِهِ وَيَتْلِفُونَهُ عَمَّا لَمْ يَتْلَفَ.

”میرے علم کے مطابق ان لوگوں سے بڑھ کر اللہ سے زیادہ دور کوئی نہیں، جو اللہ کو اس کی مشیت سے خارج کر دیتے ہیں اور اللہ کو اس چیز سے عاری کر دیتے ہیں جس سے وہ خود عاری نہیں۔“

(القدر للفريابي: ٢٠٨، وسنده حسن)

امام شعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا اخْتَلَفَ عَلَيْكَ أَمْرَانِ فَانْظُرْ أَيَسَرَهُمَا فَإِنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْحَقِّ، إِنَّ اللَّهَ أَرَادَ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَلَمْ يُرِدْ بِهِمُ الْعُسْرَ.
”دو معاملوں میں اختلاف ہو جائے، تو آسان کی طرف دیکھئے، کیوں کہ آسانی حق کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ اس امت پر آسانی چاہتے ہیں، مشکل نہیں۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۳۱۲/۱، وسندہ حسن)

ابونضرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

يَنْتَهِي الْقُرْآنُ كُلُّهُ إِلَى : ﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ (هُود : ۱۰۷)

”سارا قرآن اس قول پر ختم ہے ”اللہ جو چاہتا ہے، بخوبی کرنے والا ہے۔“

(الاعتقاد للبيهقي، ص: ۳۵، وسندہ حسن)

عمرو بن مہاجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو پتہ چلا کہ غیلان تقدیر کا انکار کرتا ہے، آپ نے اسے بلا بھیجا، کئی دن اسے قید رکھا، پھر اسے آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا: غیلان! کیا بات ہے جو مجھے تمہارے بارے میں معلوم ہوئی؟ عمرو بن مہاجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا، اس نے کہا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا . إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا . إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿الذَّهْر: ۱-۳﴾ 'کیا انسان پر وہ وقت نہیں آیا، جب وہ حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا، ہم نے انسان کو ٹپکنے والے نطفے سے پیدا کیا اور اسے سمیع و بصیر بنایا، ہم نے اسے سیدھے راستے کی رہنمائی کی، چاہے تو شکر کرے، چاہے تو ناشکری۔ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: اب سورت کے آخر سے پڑھ: ﴿وَمَا تَشَاءُ وَاِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا . يُدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ فِي رَحْمَتِهٖ وَالظَّالِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ (الذَّهْر: ۳۰-۳۱) 'آپ وہی ارادہ کر سکتے ہیں جو اللہ کی مشیت میں ہو اللہ علم و حکمت والا ہے، جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے اور ظالموں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: غیلان! تو اب کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں کہتا ہوں کہ میں اندھا تھا، آپ نے مجھے آنکھیں دے دیں، میں بہرہ تھا آپ نے مجھے کان دے دیے اور میں گم راہ تھا، آپ نے مجھے راہ ہدایت پہ ڈال دیا۔ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اگر غیلان سچا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے پھانسی پر چڑھا دے، وہ تقدیر کے انکار سے رک گیا، آپ نے اسے دار الضرب دمشق کا گورنر بنایا۔ جب آپ فوت ہو گئے، امور خلافت ہشام کے پاس آ گئے، تو اس نے پھر تقدیر کا انکار کر دیا، ہشام نے اسے طلب کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ ایک آدمی گزرا، تو اس کے ہاتھ پہ لکھیاں بیٹھی تھیں، اس نے کہا: غیلان! یہی تقدیر ہے، اس نے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے اللہ کی قسم یہ تقدیر نہیں ہے، ہشام نے اسے پکڑوا کر پھانسی پر

چڑھا دیا۔“

(القدر للفريابي: ۲۷۹، وسنده حسن)

امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو خط لکھا، جس کے شروع میں یہ الفاظ تھے:

إِنِّي أَسْأَلُ اللَّهَ الَّذِي بِيَدِهِ الْقُلُوبُ يَصْنَعُ فِيهَا مَا شَاءَ مِنْ هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ .

”میں اللہ سے سوال کرتا ہوں، جس کے ہاتھ میں دل ہیں۔ ان میں ہدایت یا گمراہی میں سے جو چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔“

(القدر للفريابي: ۴۱۰، وسنده حسن)

عمر بن ذر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا: ﴿مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ﴾ (الصفات: ۱۶۲-۱۶۳) ”تم صرف اسے گمراہ کر سکو گے جس کا جہنم مقدور ہو چکی ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا:

لَوْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ لَا يُعْصَى لَمْ يَخْلُقْ إِبْلِيسَ، وَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ ذَلِكَ فِي آيَةٍ مِّنْ كِتَابِهِ عَقَلَهَا مَنْ عَقَلَهَا وَجَهَلَهَا مَنْ جَهَلَهَا .

”اگر اللہ چاہتے کہ میری نافرمانی نہ کی جائے، تو ابلیس کو پیدا ہی نہ کرتا۔ یہ بات اللہ نے کتاب اللہ کی ایک آیت میں سمجھا دی۔ جو سمجھ گیا، وہ سمجھ گیا، جو نہ سمجھا، وہ نہ سمجھا۔“

(تفسير عبد الرزاق: ۱۵۷/۳، وسنده صحيح)

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا مِنْ عَبْدٍ إِلَّا وَلَهُ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ، عَيْنَانِ فِي وَجْهِهِ يُبْصِرُ بِهِمَا أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَعَيْنَانِ فِي قَلْبِهِ يُبْصِرُ بِهِمَا مَا وَعَدَ اللَّهُ بِالْغَيْبِ، فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَتَحَ عَيْنَيْهِ اللَّتَيْنِ فِي قَلْبِهِ فَأَبْصَرَ بِهِمَا مَا وَعَدَ اللَّهُ بِالْغَيْبِ، وَهُمَا عَيْبٌ، فَأَبْصَرَ الْغَيْبَ بِالْغَيْبِ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ سِوَى ذَلِكَ تَرَكَ الْقُلُوبَ عَلَى مَا فِيهِ، وَقَرَأَ: ﴿أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ٢٤)، وَمَا مِنْ إِنْسَانٍ إِلَّا لَهُ شَيْطَانٌ مُتَبَطَّنٌ فَقَارَ ظَهْرِهِ، لَا وِيَّ عُنُقَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، فَاغْرَفَاهُ عَلَى قَلْبِهِ.

”ہر آدمی کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ دو چہرے پر، جن سے وہ دنیاوی معاملات دیکھتا ہے، اور دو دل میں، جن سے اللہ کے نبی وعدے دیکھتا ہے۔ جب اللہ کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کے دل والی آنکھیں کھول دیتا ہے اور وہ ان سے اللہ کے نبی وعدے دیکھ لیتا ہے۔ وہ آنکھیں چوں کہ خود غائب ہوتی ہیں، اس لئے وہ بندہ غائب کے ذریعے غیب کی تصدیق کرتا ہے۔ جب اللہ اس سے کوئی اور ارادہ کرے، تو اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ٢٤) ’کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں‘، پھر فرمایا: انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے، جو اس کی کمر کی ہڈی میں چھپا ہوتا ہے، گردن اس کے کندھوں پر رکھے

ہوئے ہوتا ہے اور اپنا منہ اس کے دل پر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔“

(الرُّهْدُ لِأَبِي دَاوُدَ : ۵۰۹، وسندہ حسن)

امام قتادہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَإِنْ يَشَاءِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَى قَلْبِكَ﴾ (الشُّورَى : ۲۴) ”اللہ چاہیں، تو آپ کے دل پر مہر لگا دیں۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِنْ يَشَاءُ أَنْسَاكَ مَا قَدْ أَتَاكَ .

”اللہ چاہیں تو تجھے دیا ہوا (علم) بھلا دیں۔“

(تفسیر عبد الرزاق : ۱۹۱/۲، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿...يُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ﴾ (الأحزاب : ۲۴) ”اللہ چاہے، تو منافقین کو سزا دے اور اگر چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق عطا کر دے۔“ سے مراد یہ ہے:

يُعَذِّبُهُمْ إِنْ شَاءَ أَوْ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّفَاقِ إِلَى الْإِيمَانِ .

”اگر چاہے، تو انہیں عذاب دے یا انہیں نفاق سے نکال کر ایمان میں داخل کر دے۔“

(تفسیر عبد الرزاق : ۱۱۵/۳، وسندہ صحیح)

جویریہ بن اسماء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن زید رحمہ اللہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ (الأنعام : ۱۴۹) ”اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے، اگر چاہے، تو آپ سب کو ہدایت عطا کر دے۔“ پھر آپ نے فرمایا:

إِنْ قَطَعَ وَاللَّهِ هَاهُنَا أَهْلُ الْقَدْرِ .

”اللہ کی قسم! یہاں منکرین تقدیر پھنس جاتے ہیں۔“

(القدر للفریابی: ۲۲۳، وسندہ حسن)

حبیب بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے وقت نماز کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا:

يُصَلِّي الرَّجُلُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا حَيْثُ كَانَ وَجْهَهُ، وَذَلِكَ مِنْ تَيْسِيرِ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ، أَنَّهُ يُرِيدُ بِهِمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِهِمُ الْعُسْرَ.

”آدمی سواری پر یا چلتے ہوئے نماز پڑھ لے۔ یہ اللہ کی اپنے بندوں کے لئے آسانیاں ہیں، اللہ ان سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا نہیں۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۳۱۳/۱، وسندہ حسن)

سدی رضی اللہ عنہ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ﴾ (الأنفال: ۲۴) ”اللہ تعالیٰ، انسان اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يَحُولُ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ، فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُؤْمِنَ وَلَا يَكْفُرُ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

”اللہ تعالیٰ، انسان اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے، تو وہ اس کے اذن کے بغیر مومن یا کافر بننے کی طاقت نہیں رکھتا۔“

(تفسیر الطبري: ۱۵۹۰۱، وسندہ حسن)

نیز: ﴿يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (المائدة: ۵۴) ”جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔“ کا معنی بیان کرتے ہیں:

يَخْتَصُّ بِهِ مَنْ يَشَاءُ.

”اس فضل کے ساتھ جسے چاہتا ہے، خاص کرتا ہے۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۱۴۲/۴، وسندہ حسن)

نیز ﴿يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ﴾ (المائدة: ۱۸) ”جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے عذاب دے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يَهْدِي مِنْكُمْ مَن يَشَاءُ فِي الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لَهُ، وَيُمِيتُ مَن يَشَاءُ مِنْكُمْ عَلَى كُفْرِهِ فَيُعَذِّبُهُ.

”آپ میں سے جسے چاہتا ہے، دنیا میں ہدایت دے کر معاف کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، کفر پر موت دے کر عذاب دیتا ہے۔“

(تفسیر الطبري: ۱۱۶۱۸، وسندہ حسن)

مرتبہ تخلیق و ایجاد:

اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق حتیٰ کہ بندوں کے افعال کے بھی خالق ہونے کا اعتراف کرنا۔ کائنات میں جو بھی چیز رونما ہوتی ہے، اللہ ہی اس کا خالق ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الزمر: ۲۶)

”اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ (الصافات: ۹۲)

”اللہ تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق ہے۔“

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا أَمْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الرُّسُلِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ
وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ اتَّفَقَتِ الْكُتُبُ الْإِلَهِيَّةُ وَالْفِطْرُ وَالْعُقُولُ
وَالْإِعْتِبَارُ.

”یہ رسولوں کے درمیان متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اسی پر کتب سماویہ، فطرتِ انسانی
اور عقل و مشاہدہ کا متفقہ فیصلہ ہے۔“

(شفاء العلیل: ۱/۱۴۵)

حمید اللہ کہتے ہیں:

”امام حسن بصری رحمہ اللہ ہمارے پاس مکہ آئے، فقہائے مکہ نے مجھ سے بات کی
کہ میں امام صاحب سے ایک دن وعظ و نصیحت کے لئے اپنے پاس مجلس
لگانے کی درخواست کروں، آپ نے ہاں کر دی۔ جو فقہاء آپ کے پاس جمع
تھے، آپ نے انہیں خطاب کیا، میں نے آپ سے بڑھ کر خطیب نہ دیکھا تھا،
ایک آدمی آیا کہنے لگا: ابوسعید! شیطان کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا: سبحان اللہ، کیا
اللہ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہے؟ اللہ ہی نے شیطان کو بھی پیدا کیا اور خیر و شر بھی
اسی کی مخلوق ہے۔ آدمی کہنے لگا: اللہ ان (منکرین تقدیر) کو ہلاک کرے، کیسے
شیخ پر جھوٹ بولتے ہیں، (ان پر منکر تقدیر ہونے کا الزام لگاتے ہیں)۔“

(سنن أبي داود: ۴۶۱۸، وسنده صحيح)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرمان الہی ﴿وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ . إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ
وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ (ہود: ۱۱۸-۱۱۹) ”اللہ کسی پر رحم کرے، تو درست، ورنہ یہ اختلاف
کرتے ہی رہیں گے، اسی (رحمت کے) لئے ان کی تخلیق ہوئی۔“ کی تفسیر میں فرماتے

ہیں:

خَلَقَهُمْ لِلرَّحْمَةِ .

”اللہ نے انہیں رحمت کرنے کے لئے پیدا کیا۔“

(سنن سعید بن منصور: ۱۱۰۴، وسندہ صحیح)

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ فرمان الہی ﴿ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ﴾ (عبس: ۲۰) ”پھر خیر و شر کا راستہ اس کے لیے آسان کیا۔“ اسی فرمان کی طرح ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (الدھر: ۳) ”ہم نے راستہ دکھا دیا اب چاہے شکر گزار بنے چاہے ناشکرا۔“

(تفسیر الطبري: ۲۶۳۴۲، وسندہ صحیح)

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فرمان الہی: ﴿يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ (الرعد: ۳۹) ”جسے چاہتا ہے، مٹا دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے، قائم رکھتا ہے۔ اسی کے پاس لوح محفوظ کا علم ہے۔“ سے زندگی و موت اور سعادت و شقاوت مستثنیٰ ہیں، یہ تبدیل نہیں ہوتیں۔“

(تفسیر الطبري: ۲۰۴۶۷، وسندہ صحیح)

نیز آپ رحمہ اللہ ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْعَدَتَهُمْ﴾ (الأنعام: ۱۱۰) ”ہم ان کے دل پھرتے ہیں۔“

سے مراد لیتے ہے:

نَحُولُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْإِيمَانِ لَوْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ كَمَا حُلْنَا بَيْنَهُمْ

وَبَيَّنَهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ.

”ہم ان کے دلوں اور ایمان کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی نشانی ان کے پاس آئی جیسے ہم پہلی بار، ان کے اور ایمان کے درمیان حائل ہوئے تھے۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۳۶۹/۴، وسندہ حسن)

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِسْتَحُوْذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ اِذْ اَطَاعُوْهُ، فَخَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ، وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً، فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ هُدًى، وَلَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يَفْقَهُوْنَ، وَلَا يَعْقِلُوْنَ.

”جب انہوں نے شیطان کی بات مانی، تو شیطان نے ان پر غلبہ پالیا۔ اللہ نے ان کے دلوں اور سماعتوں پر مہر ثبت کر دی، ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ یہ ہدایت نہیں دیکھ پاتے، نہ اسے سنتے ہیں، نہ جانتے ہیں اور نہ اس بارے شعور رکھتے ہیں۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۱/۴۱، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں:

﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ (الشُّعَرَاءُ: ۲۰۱) ’اس پر ایمان نہیں لاتے۔‘ کا مطلب یہ ہے:

اِذَا كَذَبُوا سَلَكَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمُ الْاَيُّوْمِنُوْا بِهٖ .

”جب اللہ کی تکذیب کرتے ہیں، تو اللہ ان کے دلوں میں لکھ دیتے ہیں کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۲۸۲۲/۹، وسندہ صحیح)

مزید فرماتے ہیں:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ (الصفات: ۹۶) قَالَ: خَلَقَكُمْ
وَخَلَقَ مَا تَعْمَلُونَ بِأَيْدِيكُمْ.

”﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ (الصفات: ۹۶) ’اللہ تعالیٰ تمہارا اور
تمہارے اعمال کا خالق ہے۔‘ کا مطلب ہے کہ اللہ نے اسے بھی پیدا کیا، جو تم
نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہے۔“

(الاعتقاد للبيهقي، ص: ۷۹، القضاء والقدر للبيهقي: ۱۲۵، وسندہ صحیح)

ابوحازم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

﴿فَالْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (الشمس: ۸) قَالَ: الْفَاجِرَةُ
الْهَمَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْفُجُورَ، وَالتَّقِيَّةُ الْهَمَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
التَّقْوَى.

”﴿فَالْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (الشمس: ۸) ’اس (نفس) کو برائی
اور نیکی کا الہام کیا۔‘ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بد (نفس) کو برائی کا اور
متقی و پرہیزگار کو تقویٰ کا الہام کیا۔“

(السنة لعبد الله بن أحمد: ۸۹۰، القدر للفریابی: ۳۲۷، وسندہ صحیح)

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ﴿أَوْ مَنْ كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ
فِي النَّاسِ﴾ (الأنعام: ۱۲۲) ’کیا جو مردہ تھا، تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے نور بنایا
جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے۔‘ کا مطلب یہ ہے:

مَنْ كَانَ كَافِرًا فَجَعَلْنَاهُ مُسْلِمًا، وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي
النَّاسِ، وَهُوَ الْإِسْلَامُ، يَقُولُ: هَذَا كَمَنْ هُوَ فِي الظُّلُمَاتِ،
يَعْنِي: الشِّرْكَ.

”کافر کو مسلمان بنایا، ہم نے اس کے لئے نور بنایا جس کے ذریعے لوگوں
میں چلتا پھرتا ہے۔ وہ نور اسلام ہے۔ کیا یہ شخص اندھیروں یعنی شرک میں چلنے
والے جیسا ہو سکتا ہے؟“

(تفسیر الطبری: ۱۳۸۴۵، وسندہ حسن)

نیز فرمان الہی:

﴿كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ
الضَّلَالَةُ﴾ (الأعراف: ۲۹-۳۰)

”تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا، اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو
گے، ایک فریق کو اللہ نے ہدایت دی، اور دوسرے کے نام گم راہی رہی۔“
کا مطلب بیان کرتے ہیں:

كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ، كَمَا خَلَقْنَاكُمْ، فَرِيقٌ مُّهْتَدُونَ، وَفَرِيقٌ
ضَالٌّ، كَذَلِكَ تَعُودُونَ وَتُخْرَجُونَ مِنْ بَطُونٍ أُمَّهَاتِكُمْ.

”جیسے ہم نے آپ کو پیدا کیا، ایک فریق ہدایت یافتہ تھا، دوسرا گم راہ، اسی
طرح تم لوٹو گے اور اپنی ماؤں کے بطنوں سے نکالے جاؤ گے۔“

(تفسیر الطبری: ۱۴۴۹۴، وسندہ حسن)

نیز اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا﴾ (النساء: ۸۸) ”اللہ نے



ان کے کرتوتوں کی وجہ سے انہیں گم راہ کیا۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَضَلَّهُمْ بِمَا كَسَبُوا.

”کرتوتوں کی وجہ سے گم راہ کیا۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۱۰۲۵/۳، وسندہ حسن)

تقدیر کو حجت بنانا:

تقدیر کے مسائل میں سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ گناہوں کے ارتکاب پر تقدیر کو دلیل بنانا کیسا ہے؟ مشرکین اور بدعتی ہمیشہ سے اسے وراثت میں منتقل کرتے رہے ہیں، کیوں کہ ان کے امام اہلبیس نے ہی سب سے پہلے اللہ کے حکم کی نافرمانی پر تقدیر کو دلیل بناتے ہوئے کہا تھا:

﴿رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي﴾ (الحجر: ۳۹)

”رب! چوں کہ تو نے مجھے گم راہ کیا۔“

پھر اہلبیس کے پیروکار مشرکین مکہ نے بھی یہی بات دہرائی:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ

فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (النحل: ۳۵)

فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (النحل: ۳۵)

”مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا، تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے علاوہ

کسی کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار

دیتے، یہی فعل ان سے قبل لوگوں کا رہا۔“

ایسے لوگ منکرین تقدیر سے بھی بدتر ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

فَهَؤُلَاءِ يَتَوَلَّوْا أَمْرَهُمْ إِلَى تَعْطِيلِ الشَّرَائِعِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مَعَ
الاعْتِرَافِ بِالرَّبُوبِيَّةِ الْعَامَّةِ لِكُلِّ مَخْلُوقٍ وَأَنَّهُ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا
رَبِّي أَخِذْ بِنَاصِيَتِهَا، وَهُوَ الَّذِي يَبْتَلِي بِهِ كَثِيرًا إِمَّا اعْتِقَادًا
وَإِمَّا حَالًا طَوَائِفُ مِنَ الصُّوفِيَّةِ وَالْفُقَرَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ مَنْ
يَخْرُجُ مِنْهُمْ إِلَى الْإِبَاحَةِ لِلْمَحْرَمَاتِ وَإِسْقَاطِ الْوَاجِبَاتِ
وَرَفْعِ الْعُقُوبَاتِ .

”ایسے لوگ آخر کار شریعت اور احکام الہی کو معطل کر دیتے ہیں، حالاں کہ ہر مخلوق پر اس کی کامل ربوبیت کو بھی مانتے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہر جاندار کی پیشانی میرے رب کے ہاتھ میں ہے۔ اعتقادی یا عملی طور پر صوفیا اور فقرا کا بڑا حصہ اسی خرابی میں مبتلا ہے، حتیٰ کہ بعض تو محرمات کے جواز، واجبات کے اسقاط اور سزاؤں کے خاتمے تک پہنچ جاتے ہیں۔“

(مجموع الفتاوی: ۲۵۶/۸: ۲۵۷)

نیز فرماتے ہیں:

وَسَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَثَمَتُهَا مُتَّفِقُونَ أَيْضًا عَلَى أَنَّ الْعِبَادَ مَأْمُورُونَ
بِمَا أَمَرَهُمُ اللَّهُ بِهِ مِنْهُيُونَ عَمَّا نَهَاَهُمُ اللَّهُ عَنْهُ وَمُتَّفِقُونَ
عَلَى الْإِيمَانِ بِوَعْدِهِ وَوَعِيدِهِ الَّذِي نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ
وَمُتَّفِقُونَ أَنَّهُ لَا حُجَّةَ لِأَحَدٍ عَلَى اللَّهِ فِي وَاجِبٍ تَرَكَهُ وَلَا

مُحَرَّمٍ فَعَلَهُ بَلْ لِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلَى عِبَادِهِ وَمَنْ أَحْتَجَّ
بِالْقَدَرِ عَلَى تَرْكِ مَأْمُورٍ أَوْ فِعْلِ مَحْظُورٍ أَوْ دَفْعِ مَا جَاءَتْ بِهِ
النُّصُوصُ فِي الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ فَهُوَ أَعْظَمُ ضَلَالًا وَافْتِرَاءً
عَلَى اللَّهِ وَمُخَالَفَةً لِلدِّينِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيكَ الْقَدَرِيَّةِ فَإِنَّ أَوْلِيكَ
مُشَبَّهُونَ بِالْمَجُوسِ وَقَدْ جَاءَتْ الْآثَارُ فِيهِمْ أَنَّهُمْ مَجُوسُ
هَذِهِ الْأُمَّةِ فَهَؤُلَاءِ الْمُحْتَجُّونَ بِالْقَدَرِ عَلَى سُقُوطِ الْأَمْرِ
وَالنَّهْيِ مِنْ جَنْسِ الْمُشْرِكِينَ الْمُكَذِّبِينَ لِلرُّسُلِ وَهُمْ أَسْوَأُ
حَالًا مِنَ الْمَجُوسِ وَهَؤُلَاءِ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ .

”اسلاف امت اور ائمہ دین متفق ہیں کہ بندے اللہ کے احکام و نواہی کے
پابند ہیں۔ کتاب و سنت میں موجود اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور وعیدوں پر ایمان
بھی اتفاقی ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی واجب کو ترک کرنے اور حرام کا
ارتکاب کرنے کے بارے میں اللہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں قائم کی جاسکتی،
بلکہ اللہ ہی دلیل زبردست ہے، جس نے کسی ممنوع و حرام کام پر دلیل لی یا
وعدہ و وعید پر مشتمل نصوص کا انکار کیا وہ منکرین تقدیر سے بڑھ کر گمراہ، اللہ پر
جھوٹ باندھنے والا اور دین کا مخالف ہے۔ یہ لوگ مجوسیوں کے مشابہ ہیں۔
بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ منکرین تقدیر اس امت کے مجوسی ہیں
اللہ کے اوامر و نواہی کی پامالی پر تقدیر کو دلیل بنانے والے لوگ رسولوں کو

جھٹلانے والے مشرکین کی قبیل سے ہیں، بل کہ مجوسیوں سے برے ہیں۔ ان کی دلیل ان کے رب کے ہاں نکمی ہے، ان پر اللہ کے غضب کا کوڑا برے گا اور دردناک عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔“

(مجموع الفتاوی: ۴۵۲/۸-۴۵۳)

مزید فرماتے ہیں:

فَالْقَدَرُ يُؤْمِنُ بِهِ وَلَا يَحْتَجُّ بِهِ فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدَرِ ضَارَعَ
الْمَجُوسَ وَمَنِ احْتَجَّ بِهِ ضَارَعَ الْمُشْرِكِينَ وَمَنْ أَقْرَبَ بِالْأَمْرِ
وَالْقَدَرِ وَطَعَنَ فِي عَدْلِ اللَّهِ وَحِكْمَتِهِ كَانَ شَيْهًا بِإِبْلِيسَ .
”تقدیر پر ایمان لایا جائے گا، اسے دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ جو تقدیر کو نہیں
مانتا، وہ مجوسیوں کے مشابہہ ہے، جو اس سے دلیل پکڑتا ہے، وہ مشرکین کے
مشابہہ ہے اور جو تقدیر کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کے عدل و حکمت میں طعن کرتا
ہے، وہ ابلیس کے مشابہہ ہے۔“

(مجموع الفتاوی: ۱۱۴/۸)

مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَصْعَدَ فَيُلْقِيَ نَفْسَهُ مِنْ فَوْقِ الْبُرِّ وَيَقُولُ :
قُدِّرَ لِي وَلَكِنْ يَحْذَرُ وَيَجْتَهِدُ وَيَتَّقِي فَإِنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ عِلِمَ
أَنَّهُ لَمْ يُصِبْهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ .

”کسی کے لیے روا نہیں کہ وہ کنویں کی منڈیر پر چڑ کر خود کو اندر پھینک دیے اور
کہے: یہ میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا، بل کہ اپنا پورا بچاؤ کرے اور کوشش

کرے۔ اگر کوئی مصیبت پہنچ ہی جائے، تو سمجھے کہ وہی پہنچی ہے، جو تقدیر میں لکھی تھی۔“

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء لأبی نعیم الأصبہانی: ۲/۲۰۲، وسندہ حسن)
امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ (النساء: ۱۱۳) ”اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل کی اور آپ کو وہ سب سکھایا، جو آپ نہیں جانتے تھے۔“ کا مطلب ہے:

عَلَّمَهُ اللَّهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بَيْنَ حَالِهِ وَحَرَامِهِ لِيَحْتَجَّ بِذَلِكَ عَلَى خَلْقِهِ .

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا و آخرت کا بیان سکھلایا، حلال و حرام کو بیان کیا تاکہ اس کے ذریعے مخلوق پر حجت قائم کرے۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۳/۱۰۶۴، وسندہ صحیح)

افعالِ باری تعالیٰ کی حکمت:

کسی کام کا انجام صالح، حکمت کہلاتا ہے۔ عقل، نقل، فطرت اور اجماع سب دلائل اللہ تعالیٰ کے افعال کے حکمت ہونے پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَاتَّقَانَهُ وَإِحْسَانُهُ لِيَخْلُقَهُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَهُ حِكْمَةٌ فِي ذَلِكَ .
”اللہ کی تخلیق میں حسن و پختگی کا وجود بتاتا ہے کہ اس میں اللہ کی حکمت بھی موجود ہے۔“

(مجموع الفتاوی: ۸/۳۴، ۳۵)

حافظ ابن القيم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَنَّهُ سُبْحَانَهُ حَكِيمٌ لَا يَفْعَلُ شَيْئًا عَبَثًا وَلَا لِيَغَيِّرَ مَعْنَى
وَمَصْلَحَةً وَحِكْمَهُ هِيَ الْغَايَةُ الْمَقْصُودَةُ بِالْفِعْلِ بَلْ أَفْعَالُهُ
سُبْحَانَهُ صَادِرَةٌ عَنْ حِكْمَةٍ بِالْغَةِ لِأَجْلِهَا فِعْلٌ كَمَا هِيَ
نَاشِئَةٌ عَنْ أَسْبَابٍ بِهَا فِعْلٌ وَقَدْ دَلَّ كَلَامُهُ وَكَلَامُ رَسُولِهِ
عَلَى هَذَا وَهَذَا فِي مَوَاضِعَ لَا تَكَادُ تُحْصَى .

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ حکیم ہے، کوئی کام عبث و لایعنی اور بغیر مصلحت کے نہیں کرتا۔ ہر کام میں حکمت ہی مقصود ہوتی ہے۔ اللہ کا ہر فعل بلیغ حکمت سے سرشار ہوتا ہے۔ اس کے اسباب بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کلام بے شمار مواقع پر اس کی وضاحت کرتی ہے۔“

(شفاء العلیل: ۹۷/۲)

امام قتادہ رحمہ اللہ فرمان الہی ﴿وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾ (سبأ: ۱) ”اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حَكِيمٌ فِي أَمْرِهِ، خَبِيرٌ بِخَلْقِهِ .

”اللہ اپنے کام میں حکیم اور مخلوق سے باخبر ہے۔“

(تفسیر عبد الرزاق: ۱۲۶/۳، وسندہ صحیح)

تکلیف مالا یطاق:

وہ نئے مسائل جن میں تابعین رحمہ اللہ نے کوئی بات نہیں کی، ان میں سے ایک

”تکلیف مالا یطاق“ کا مسئلہ ہے۔ یہ بعد کی بدعت ہے، اسلاف امت نے اس طرح کی عبادات کا انکار کیا ہے۔ ان کا فرمان ہے کہ احسن عبارات یعنی جو قرآن و سنت کی نصوص پر مشتمل، ان کا استعمال کرنا چاہئے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَكِنْ أَحْسَنَ اللَّفَظِ وَالْإِعْتِبَارَاتِ مَا يُطَابِقُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ
وَاتِّفَاقَ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَثَمَتِهَا، وَالْوَاجِبُ أَنْ يَجْعَلَ نُصُوصَ
الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ هِيَ الْأَصْلَ الْمُعْتَمَدَ الَّذِي يَجِبُ اتِّبَاعُهُ
وَيَسُوغُ إِطْلَاقُهُ وَيَجْعَلَ اللَّفَظَ الَّذِي تَنَازَعَ فِيهَا النَّاسُ نَفْيًا
أَوْ إِثْبَاتًا مَوْقُوفَةً عَلَى الْإِسْتِفْسَارِ وَالتَّفْصِيلِ وَيَمْنَعُ مَنْ
إِطْلَاقِ نَفْيٍ مَا أَثَبَتْهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَإِطْلَاقِ إِثْبَاتٍ مَا نَفَى اللَّهُ
وَرَسُولُهُ.

”بلکہ کتاب اور اجماع اسلاف وائمہ کے مطابق احسن الفاظ و عبارات کا استعمال کرنا چاہیے، کتاب و سنت کی نصوص کو ہی بنیاد بنانا واجب ہے۔ اسی کی اتباع واجب اور اسی کا اطلاق جائز ہے، جن الفاظ کی نفی یا اثبات میں لوگوں کا اختلاف ہے، وہ تفصیل و بحث پر موقوف ہیں، نیز اللہ و رسول کے اثبات پر نفی اور اللہ و رسول ﷺ کی نفی پر اثبات کے اطلاق سے روکنا واجب ہے۔“

(مجموع الفتاویٰ: ۳۰۱/۸)

تکلیف مالا یطاق کے بارے میں لکھتے ہیں:

فَإِطْلَاقُ الْقَوْلِ بِتَكْلِيفٍ مَا لَا يُطَاقُ مِنَ الْبِدْعِ الْحَادِثَةِ فِي

الْإِسْلَامَ، كإِطْلَاقِ الْقَوْلِ : بِأَنَّ النَّاسَ مَجْبُورُونَ عَلَى أَفْعَالِهِمْ وَقَدْ اتَّفَقَ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَثَمَتُهَا عَلَى إِنْكَارِ ذَلِكَ وَدَمَّ مَنْ يُطْلِقُهُ .

”تکلیف مالا یطاق کے الفاظ کا استعمال اسلام میں بدعت ہے، جیسے یہ کہنا بدعت ہے کہ بندے اپنے افعال میں مجبور محض ہیں۔ اسلاف وائمہ ملت کا اجماع ہے کہ ایسی عبارات ممنوع اور ان کو استعمال کرنے والا مذموم ہے۔“

(دَرُّ تَعَارُضِ الْعَقْلِ وَالنَّقْلِ : ۱/۶۵)

اہل سنت کے نزدیک مالا یطاق دو طرح کا ہے:

① مکلف کا کسی کام سے عاجز ہونا، مثلاً اندھے آدمی کو لکھنے اور کتاب پر نقطے لگانے کا کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی تکلیف کسی کو نہیں دی۔

② دوسرے کام میں مشغولیت کی وجہ سے اس کام کو نہ کرنا۔ یہ ناممکن نہیں، نہ ہی آدمی اس سے عاجز ہوتا ہے۔ اس میں تکلیف دی گئی ہے، جیسے کافر کو حالت کفر میں اسلام قبول کرنے کا مکلف ٹھہرانا، ان دونوں معاملات میں فرق روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

تقدیر میں گہرائی تک جانا مذموم کام ہے:

بہت سی احادیث میں تقدیر میں زیادہ غور و خوض سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ اللہ کا راز ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے علم میں خاص کیا ہوا ہے اور بندوں سے چھپایا ہے، اس کو کریدنا اسلام کی شاہراہ سے انحراف کا سبب ہے۔ علامہ آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَا يَحْسُنُ بِالْمُسْلِمِينَ التَّنْقِيرُ وَالْبَحْثُ عَنِ الْقَدَرِ؛ لِأَنَّ

الْقَدَرِ سِرٍّ مِّنْ سِرِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

”مسلمانوں کے لئے کیلئے تقدیر کے بارے میں بحث و کرید مناسب نہیں، کیوں کہ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔“

(الشريعة للأجري: ٦٩٧/٢)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَالْقَدَرُ سِرُّ اللَّهِ لَا يُدْرِكُ بَجِدَالٍ وَلَا يَشْفِي مِنْهُ مَقَالٌ
وَالْحِجَابُ فِيهِ مَرْتَجَةٌ لَا يُفْتَحُ شَيْءٌ مِنْهَا إِلَّا بِكُسْرِ شَيْءٍ
وَعَلَقِهِ .

”تقدیر اللہ کا راز ہے، جو بحث و تمحیص سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے، نہ ہی کوئی بات اس کیلئے شافی حل ہو سکتی ہے۔ اس میں زیادہ غور کرنے والا اختلاط کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کا ذرا سا حصہ بھی کسی چیز کو توڑنے یا بند کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔“

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: ١٤/٦)

امام قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے تقدیر میں بحث کرنے والوں سے فرمایا:

كُفُّوا عَمَّا كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ .

”اس سے رک جاؤ، جس (کو بتانے) سے اللہ رک گیا۔“

(طبقات ابن سعد: ١٨٨/٥، وسنده حسن)

امام طاووس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اجْتَنِبُوا الْكَلَامَ فِي الْقَدَرِ فَإِنَّ الْمُتَكَلِّمِينَ فِيهِ يَقُولُونَ بِغَيْرِ

عِلْمِ .

”تقدیر کے بارے میں بات چیت سے بچو! کیوں کہ اس بارے میں بات کرنے والے لوگ بغیر علم بحث کرتے ہیں۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : ۲۰۰۷۵، وسندہ صحیح)

امام میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ أَرْفُضُوهُنَّ : سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ .

”تین کام چھوڑ دیجئے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور و فکر اور تقدیر میں غور و خوض۔“

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل : ۱۹، وسندہ حسن)

نیز فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ لَا تَتَكَلَّمُ فِيهِنَّ : عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَالنُّجُومُ، وَالْقَدَرُ .

”چار چیزوں میں بات نہ کیجئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، نجوم اور تقدیر۔“

(مساوي الأخلاق للخطاطي : ۷۴۸، وسندہ حسن)

حبیب بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں عبد اللہ بن طاوس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ ہم نے کہا: بصرہ سے۔ آپ نے فرمایا: شاید تم قدری فرقے سے ہو، ہم نے کہا ہم تو ایوب سختیانی کے شاگرد ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ ایوب پر رحم کرے! وہ تو قدری نہیں تھے، میں نے عرض کی: قدریوں کے بارے میں آپ کے باپ (طاوس) کا کیا خیال تھا؟ آپ نے کہا ان کا فرمان تھا:

هُوَ أَمْرٌ مَّنْ تَكَلَّمَ فِيهِ سُئِلَ عَنْهُ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يَسْأَلْ عَنْهُ، مَا تُرِيدُونَ إِلَيْهِ؟

”یہ ایسی چیز ہے کہ جس نے اس بارے میں بات کی، اس سے حساب ہوگا، جس نے اس بارے میں بات نہ کی اس سے حساب نہ ہوگا۔ (اب) آپ کیا چاہتے ہیں؟“

(العِلَلُ ومعرفة الرجال لأحمد بن حنبل رواية ابنه : ٣٥٩٨، وسنده حسن)

منکرین تقدیر کی مذمت:

صحابہ و تابعین اپنے بعد والے لوگوں کے عقیدے کی سلامتی پر بہت حریص تھے، اس لئے انہوں نے پیدا ہونے والی ہر بدعت و خرافت کو زبان و طاقت ہر طرح سے دبا یا، علامہ آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَوْلَا أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَمَّا بَلَغَهُمْ عَنْ قَوْمٍ ضَلَالٍ شَرَدُوا عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَكَذَّبُوا بِالْقَدَرِ، فَرَدُّوا عَلَيْهِمْ قَوْلَهُمْ، وَسَبُّهُمْ وَكَفَرُوا بِهِمْ، وَكَذَلِكَ التَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ سَبُّوا مَنْ تَكَلَّمَ بِالْقَدَرِ وَكَذَّبَ بِهِ وَلَعَنُوهُمْ وَنَهَوْا عَنْ مُجَالَسَتِهِمْ، وَكَذَلِكَ أَيْمَةُ الْمُسْلِمِينَ يَنْهَوْنَ عَنْ مُجَالَسَةِ الْقَدَرِيَّةِ وَعَنْ مُنَاطَرَتِهِمْ وَبَيْنُوا لِلْمُسْلِمِينَ قَبِيحَ مَذَاهِبِهِمْ فَلَوْلَا أَنَّ هَؤُلَاءِ رَدُّوا عَلَى الْقَدَرِيَّةِ لَمْ يَسَعْ مَنْ بَعْدَهُمُ الْكَلَامُ عَلَى الْقَدَرِ.

”جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک قوم کے متعلق خبر ملی کہ وہ راہ حق سے منحرف ہو گئے ہیں اور تقدیر کا انکار کر چکے ہیں، تو انہوں نے ان (منکرین تقدیر) کے موقف کا رد کیا، انہیں برا کہا اور تکفیر کی۔ اسی طرح تابعین عظام نے بھی منکرین تقدیر کو برا کہا، ان کی تکفیر کی، لعن طعن کی اور ان کی مجلس اختیار کرنے سے منع کیا۔ ائمہ مسلمین نے بھی قدریہ کی مجلس اختیار کرنے اور ان سے بحث و مباحثہ کرنے سے منع کیا۔ مسلمانوں پر قدریہ کے مذہب کی قباحت آشکارا کر دی۔ اگر ہمارے اسلاف ان کے گندے عقیدے کا رد نہ کرتے، تو بعد والے تقدیر ثابت نہ کر پاتے۔“

(الشريعة: ۶۹۸/۲-۶۹۹)

اثبات تقدیر کے بیان کے بعد فرماتے ہیں:

هَذِهِ حُجَّتُنَا عَلَى الْقَدَرِيَّةِ: كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى، وَسُنَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسُنَّةُ أَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَقَوْلُ أئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، مَعَ تَرْكِنا لِلْجِدَالِ وَالْمِرَاءِ، وَالْبَحْثِ عَنِ الْقَدْرِ فَإِنَّا قَدْ نُهِنَا عَنْهُ، وَأَمَرْنَا بِتَرْكِ مُجَالَسَةِ الْقَدَرِيَّةِ، وَأَنْ لَا نُنَاطِرَهُمْ، وَلَا نَفَاتِحَهُمْ عَلَى سَبِيلِ الْجَدَلِ، بَلْ يُهَجَرُونَ وَيُهَانُونَ وَيُدْلَوْنَ، وَلَا يُصَلَّى خَلْفَ وَاحِدٍ مِنْهُمْ، وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُمْ وَلَا يُزَوَّجُ، وَإِنْ مَرِضَ لَمْ يُعَدَّ وَإِنْ مَاتَ لَمْ يُحْضَرْ جَنَازَتُهُ، وَلَمْ تُجَبْ دَعْوَتُهُ فِي وَلِيمَةٍ إِنْ

كَانَتْ لَهُ، فَإِنْ جَاءَ مُسْتَرْشِدًا أُرْشِدَ عَلَى مَعْنَى النَّصِيحَةِ لَهُ،
فَإِنْ رَجَعَ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَإِنْ عَادَ إِلَى بَابِ الْجَدَلِ وَالْمِرَاءِ لَمْ
نَلْتَفِتْ عَلَيْهِ، وَطُرِدَ وَحُذِرَ مِنْهُ، وَلَمْ يُكَلَّمْ وَلَمْ يُسَلَّمْ عَلَيْهِ.

”کتاب وسنت، طریق اصحاب رسول و تابعین اور اقوال ائمہ، قدریہ کے
خلاف ہمارے دلائل ہیں۔ ہم تقدیر کے بارے بحث و تمحیص نہیں کرتے،
کیوں کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا ہے اور قدریہ کے پاس بیٹھے سے منع کیا گیا
ہے۔ ان سے مناظرہ اور انہیں چیلنج سے بھی روکا گیا ہے۔ ائمہ کہتے ہیں کہ
انہیں چھوڑ دیں، ان کی بے عزتی کریں، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، گواہی
قبول نہ کریں، ان سے شادی بیاہ کے معاملات نہ کریں، بیمار ہوں، تو مزاج
پر سی نہ کریں، مرجائیں، تو جنازہ میں شرکت نہ کریں، دعوت و لیمہ دیں، تو
قبول نہ کریں، رہنمائی لینے آئیں، تو ان کی رہنمائی کریں، تو بہ کر لیں تو الحمد للہ،
بحث و مناظرہ پر اتر آئیں تو بات نہ سنیں، بھگادیں ان سے بچیں، کلام نہ کریں
اور نہ انہیں سلام کہیں۔“

(الشریعة: ۲/۹۳۴)

عکرمہ بن عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے امام قاسم بن محمد اور امام سالم بن عبد
اللہ رضی اللہ عنہ کو منکرین تقدیر پر لعنت کرتے دیکھا۔

(طبقات ابن سعد: ۵/۱۸۸، وسندہ صحیح)

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تُجَالِسُوا مَعْبَدًا، فَإِنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ.

”معبد جہنی (منکر تقدیر) کے پاس نہ بیٹھیں، کیوں کہ یہ خود بھی گم راہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔“

(شرح علل الترمذی لابن رجب: ۴۷/۱، وسندہ صحیح)

عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَبْغَضَ أَوْ أَكْرَهَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْقَدَرِيَّةِ .

”محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ قدریہ سے زیادہ کسی سے نفرت نہیں کرتے تھے۔“

(القدر للفريابي: ۳۲۹، وسندہ صحیح)

عبداللہ بن عون مزید بیان کرتے ہیں:

”ایک آدمی امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور تقدیر کے بارے بات کی آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰) اللہ عدل و احسان کا حکم دیتے ہیں، قرابت داروں سے محبت کا حکم دیتے ہیں، فحاشی منکرات اور زنا سے منع کرتے ہیں۔ آپ کو وعظ کرتے ہیں، شاید آپ وعظ قبول کر لیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور فرمایا: یا تو میرے پاس سے چلا جا، یا میں چلا جاتا ہوں، وہ آدمی چلا گیا، تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ قَلْبِي لَيْسَ بِيَدِي، وَإِنِّي خِفْتُ أَنْ يَنْفُثَ فِي قَلْبِي شَيْئًا، فَلَا أَقْدِرُ عَلَى أَنْ أُخْرِجَهُ مِنْهُ، فَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ لَا أَسْمَعَ

كَأَلَمَهُ .

”میرادل میرے ہاتھ میں نہیں ہے، مجھے ڈر تھا کہ یہ کوئی ایسی بات کرتا، جو

مجھے منکر تقدیر بنا دیتی، تو میں نے بہتر سمجھا کہ ان کی بات نہ ہی سنوں۔“

(طبقات ابن سعد: ۷/۱۹۷، وسندہ صحیح)

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں یہ آیت پڑھا کرتا تھا: ﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ﴾ (القمر:

۴۷) ”مجرم گم راہی اور جہنم میں ہوں گے۔“ لیکن مجھے سمجھ نہ آتا کہ یہ کون لوگ

ہیں، پھر مجھے پتہ چلا کہ یہ یہاں منکرین تقدیر مراد ہیں۔“

(تفسیر عبدالرزاق: ۳/۲۶۱، وسندہ صحیح)

ابومودود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا تُخَاصِمُوا هَؤُلَاءِ الْقَدَرِيَّةَ وَلَا تُجَالِسُوهُمْ، فَوَالَّذِي نَفْسِي

بِيَدِهِ لَا يُجَالِسُهُمْ رَجُلٌ ثُمَّ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ فِقْهًا فِي دِينِهِ

وَعِلْمًا فِي كِتَابِهِ إِلَّا أَمْرُضُوهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ،

لَوَدِدْتُ أَنَّ يَمِينِي هَذِهِ تُقَطَّعُ عَلَى كِبَرِ سِنِّي، وَأَنَّهُمْ أَتَوْا مِنْ

كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ آيَةً، وَلَكِنَّهُمْ يَأْخُذُونَ بِآخِرِهَا وَيَتْرَكُونَ

أَوَّلَهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لِإِبْلِيسَ لَعَنَهُ اللَّهُ أَعْلَمُ بِاللَّهِ

مِنْهُمْ، إِنَّ إِبْلِيسَ لَعَنَهُ اللَّهُ يَعْلَمُ مَنْ أَغْوَاهُ، وَهُمْ يَزْعُمُونَ

أَنَّهُمْ يَغْوُونَ أَنْفُسَهُمْ وَيُرْشِدُونَهَا .

”اہل قدر سے مت الجبیں، ان کی مجلس میں نہ بیٹھیں، اللہ کی قسم! جو بھی کتاب و سنت کے علم و آگہی سے نا آشنا ہو اور ان کے ساتھ بیٹھے، وہ اسے بھی اپنی (انکار تقدیری کی) بیماری لگا دیں گے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں مجھ (محمد ﷺ) کی جان ہے! اگر یہ لوگ قرآن کی مکمل آیت لے آئیں، تو کبر سنی کے باوجود میرا یہ دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے، لیکن (ایسا نہیں کر سکتے، کیوں کہ) یہ آیت کا آخری حصہ پڑھتے ہیں اور اول حصہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ابلیس اللہ کے بارے میں ان سے زیادہ جانتا ہے، ابلیس لعین اس حقیقت سے واقف ہے، جس سے یہ گم راہ ہو چکے ہیں، وہ تو جانتا تھا کہ اسے گم راہ کس نے کیا، جب کہ ان کا نظریہ ہے کہ خود ہی گم راہ ہوتے ہیں اور خود ہی راہ راست پر آتے ہیں۔“

(القدر للغریابی: ۲۵۱، وسندہ صحیح)

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُقُوا مَسَّ سَقَرٍ ﴿الْقَمَر: ٤٨﴾“ اس روز چہرے کے بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا جہنم کا مزہ چکھو۔“ سے مراد منکرین تقدیر ہیں۔“

(حلیۃ الأولیاء: ۲۹۸/۳، ۲۹۹، وسندہ صحیح)

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہمارے پاس منکر تقدیر غیلان آیا، یہ ہشام بن عبد الملک کی خلافت کی بات ہے، اس نے بات کی جب وہ فارغ ہوا تو اس نے حسان سے کہا: میری بات

سے تو کیا سمجھا؟ حسان نے فرمایا:

إِنْ يَكُنْ لِّسَانِي يَكِلُ عَنْ جَوَابِكَ فَإِنَّ قَلْبِي يُنْكِرُ مَا تَقُولُ.
 ”اگر چہ میری زبان تیرے جواب سے عاجز ہے، لیکن میرا دل تیری بات کا انکار کرتا ہے۔“

(حلیۃ الأولیاء: ۷۲/۶، وسندہ صحیح)

ابراہیم بن ابی علیہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

”میں عبارہ بن نسی رحمۃ اللہ کے پاس تھا، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ امیر المؤمنین نے غیلان کا ہاتھ اور زبان کاٹ کر اسے سولی پر چڑھا دیا، آپ نے فرمایا: کیا تو سچ کہتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: أَصَابَ وَاللَّهِ السُّنَّةَ وَالْقَضِيَّةَ، وَلَآتَيْنَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلأَحْسَنَنَّ لَهُ مَا صَنَعَ.
 ”اللہ کی قسم! انہوں نے سنت کے مطابق درست فیصلہ کیا۔ میں ان کے پاس جا کر انہیں اس کام پر دادرور دوں گا۔“

(القدر للفریابی: ۲۵۶، وسندہ حسن)

امام مالک رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں:

”ان کے چچا ابواسہیل ابن ابی مالک رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کے ساتھ جا رہا تھا، آپ نے فرمایا: ان منکرین تقدیر کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ ان سے توبہ کروائی جائے، اگر کر لیں تو اچھا ہے، ورنہ آپ ان کو قتل کروادیں، آپ فرمانے لگے، میری بھی یہی رائے

ہے، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میری بھی یہی رائے ہے۔“

(مَوْطَأُ الْإِمَامِ مَالِك: ۲/۲۴۰)

محمد بن زیاد مہانی کہتے ہیں:

”ہم حمص کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ لوگ اکٹھے ہو گئے، ہم نے کہا یہ کیا؟ انہوں نے بتایا کہ معبد الجہنی کو انکار تقدیر کے سلسلے میں امیر المؤمنین، ہشام بن عبد الملک کے پاس لیجا یا جا رہا ہے، ایک آدمی نے کہا، یہ تو بڑی آزمائش ہے، اس پر خالد بن معدان فرمانے لگے:

إِنَّمَا الْبَلَاءُ كُلُّ الْبَلَاءِ إِذَا كَانَتْ الْأَئِمَّةُ مِنْهُمْ.

”آزمائش تو تب ہوگی، جب حکمران وقت ان میں سے ہوں۔“

(القدر للفريابي: ۳۵۰، وسندہ حسن)

امام معمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنِّي أُصَلِّي خَلْفَ صَاحِبِ السَّيْفِ، وَلَا أُصَلِّي خَلْفَ الْقَدَرِيِّ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ السَّيْفِ مُخْلِصُونَ.

”میں خوارج کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں، لیکن قدریوں کے پیچھے نہیں پڑھتا کیوں کہ خوارج مخلص ہوتے ہیں۔“

(حلیۃ الأولیاء: ۳۳/۳، وسندہ حسن)

حرب بن سرتج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”میں نے امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ سے سوال کیا، تو آپ نے پوچھا: کیا تو شامی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ لوگوں نے کہا: یہ آپ کا ہے، آپ نے

خوش آمدید کہا اور چڑے کا ایک تکیہ میرے لئے رکھ دیا، میں نے عرض کیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اچھی تقدیر ہے، بری نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر اچھی و بری چیز جو ہونے والی تھی اس کے بارے میں قلم لکھ چکی تھی، آپ نے فرمایا:

بَلَّغْنِي أَنَّ قَبْلَكُمْ أَيْمَةً يُضِلُّونَ النَّاسَ، مَقَالَتْهُمْ الْمَقَالَتَانِ الْوَلَيَانِ فَمَنْ رَأَيْتُمْ إِمَامًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَلَا تُصَلُّوا وَرَاءَهُ. ”مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے ہاں کچھ ائمہ ہیں، جو لوگوں کو گم راہ کرتے ہیں۔ پہلی دو باتیں ان کی ہیں، ایسے شخص کو نماز پڑھاتے دیکھو، تو اس کی اقتدا میں نماز نہ پڑھو۔“

پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا:

فَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ، فَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِ، قَاتَلَهُمُ اللَّهُ إِخْوَانَ الْيَهُودِ.

”ان میں سے کوئی مر جائے تو ان کا جنازہ نہ پڑھیں اللہ ان یہودیوں کے بھائیوں کو قتل کرے۔“

میں نے عرض کی میں نے تو ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، فرمایا:

مَنْ صَلَّى خَلْفَ أَوْلِيكَ فَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ.

”جو ان کے پیچھے پڑھ چکا ہو، وہ اعادہ کرے۔“

(القدر للفريابي: ۲۹۴، وسنده حسن)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر منکر تقدیر کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿الَّذِينَ قَالُوا لِلْإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا﴾ (آل

عمران: ۱۶۸)

”انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر ہماری بات مان لیتے، تو مقتول نہ ہوتے۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۸۱۱/۳، وسندہ صحیح)

امام ربیعہ الرائے رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

أَخَافُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ : الْعَصَبِيَّةَ ، وَالْقَدَرِيَّةَ
وَالرِّوَايَةَ .

”اس امت پر تین چیزوں کا خوف محسوس کرتا ہوں۔ عصبیت، انکار تقدیر اور روایت پرستی۔“

(القدر للفريابي: ۳۸۹، وسندہ صحیح)

ہشام بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”امام نافع رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ فلاں آدمی تقدیر سے انکار کرتا ہے، تو آپ نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر اس کے چہرے پر ماری۔“

(القدر للفريابي: ۲۷۲، وسندہ حسن)

رجاء بن حیوہ کہتے ہیں کہ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے امام مکحول رحمہ اللہ سے فرمایا:

إِيَّاكَ أَلْ تَقُولُ فِي الْقَدَرِ مَا يَقُولُ هَؤُلَاءِ، يَعْني غَيْلَانٌ
وَأَصْحَابَهُ .

”تقدیر کے مسئلے میں ایسی بات مت کہیے، جو غیلان اور اس کے اصحاب کہتے ہیں۔“

(طبقات ابن سعد: ۳۸۶/۵، وسندہ حسن)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سِتَّةٌ لَعْنَتْهُمْ وَلَعْنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدْرِ اللَّهِ ...

”چھ قسم کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں، اللہ بھی ان پر لعنت کرے۔ (یاد رہے کہ) ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ ان چھ میں ایک کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا اور دوسرا تقدیر کو جھٹلانے والا....“

(سنن الترمذی: ۲۱۵۴، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان (۵۷۴۹) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۲۵/۲) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

ابن دہلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ أَبِي بْنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ لَهُ: وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِّنَ الْقَدَرِ، فَحَدَّثَنِي بِشَيْءٍ لَّعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُذْهِبَهُ مِنِّي قَلْبِي، قَالَ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَابَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِّنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ

لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبِكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى
غَيْرِ هَذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ، قَالَ : ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ
فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ : ثُمَّ أَتَيْتُ حَدِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، فَقَالَ مِثْلَ
ذَلِكَ، قَالَ : ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ .

”میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور گوش گزار ہوا: مسئلہ تقدیر کی بابت
میرے دل میں کچھ شبہات ہیں، کوئی حدیث بیان فرما دیں تاکہ اللہ تعالیٰ
میرے شبہات کا فوراً فرما دے، فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو عذاب دے تو یہ
ظلم نہ ہوگا، اگر ان سے رحمت والا معاملہ فرمائے، تو یہ ان کے لئے ان کے
اعمال سے کہیں بہتر ہوگا، اگر آپ (تقدیر پر ایمان لائے بغیر) احد پہاڑ کے
برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں، تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کریں گے، تا
آنکہ آپ تقدیر پر ایمان لے آئیں اور جان لیں کہ جو آپ کو پہنچ چکا ہے، وہ
چوک نہیں سکتا اور جو چوک چکا، وہ پہنچنے والا نہیں تھا۔ اگر اس عقیدے پر موت
نہ آئی، تو جہنم ٹھکانا ہوگا، فرمایا: میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا حدیفہ
بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس یکے بعد دیگرے آیا، انہوں نے بھی یہی فرمایا، پھر میں
سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انہوں نے مجھے اسی طرح نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان سنایا۔“

(مسند أحمد : ۱۸۲/۵، سنن أبي داود : ۴۶۹۹، سنن ابن ماجه : ۷۷، وسنده

صحیح)

اس حدیث کو امام ابن حبان (۷۲۷) نے ”صحیح“ کہا ہے۔